MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ

مرآۃ العارفین انٹرنیشنل

لاہور

جلد نمبر 23

شمارہ نمبر 10

فروری 2023ء، رجب المرجب/شعبان المعظم 1444ھ

WWW.MIRRAT.COM

سالانہ ملک گیر دورہ

اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین

دربار عالیہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو

ملک بھر میں

سالانہ اجتماعات

کا انعقاد

قوم کو اخلاقی و روحانی تربیت، ملی و قومی یکجہتی کی دعوت

ہزاروں افراد کی تحریک میں شمولیت

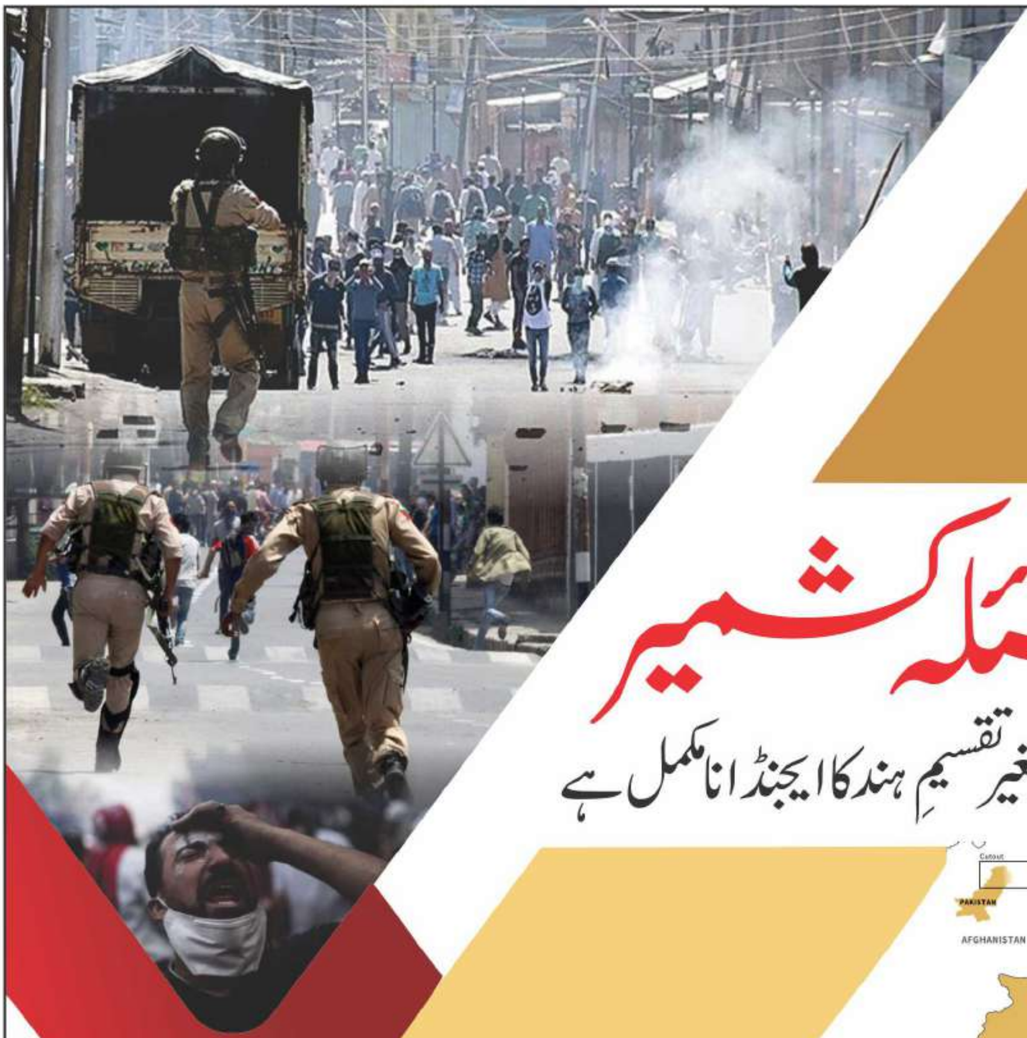

مسئلہ کشمیر

کے حل کے بغیر تقسیمِ ہند کا ایجنڈا نامکمل ہے

عالمی برادری کشمیر میں

- انسانی حقوق کی سنگین پامالیوں کے مستقل خاتمے
- مسئلہ کشمیر کے پُرامن حل اور
- کشمیریوں کو **حقِ خودارادیت** دلانے کیلئے
اپنا سنجیدہ و غیر جانبدارانہ کردار ادا کرے

پوری پاکستانی قوم غیر متزلزل طور پر ہمیشہ کشمیریوں کی اخلاقی، سیاسی اور سفارتی مدد کے لئے شانہ بشانہ کھڑی ہے

A Public Awareness Message

مسلسل اشاعت کا تئیسواں سال

MIRRAT UL ARIFEEN INTERNATIONAL

ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل لاہور

فروری 2023ء، رجب المرجب / شعبان المعظم 1444ھ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

فیضانِ نظر

سُلطان الفقر حضرت سخی سُلطان محمد اصغر علی صاحب قدس سرہ العزیز

چیف ایڈیٹر: صاحبزادہ سلطان احمد علی

ایڈیٹوریل بورڈ:
- سید عزیز اللہ شاہ ایڈووکیٹ
- مفتی محمد شیر القادری
- افضل عباس خان

آرٹ ایڈیٹر:
- محمد احمد رضا
- واصف علی

اندرون ملک نمائندے

اسلام آباد	مہتاب احمد
کراچی	لئیق احمد
فیصل آباد	ڈاکٹر غضنفر عباس
ملتان	شبیر حسین
لاہور	حافظ محمد ریحان
کوئٹہ	رسالت حسین
پشاور	سید حسین علی شاہ

بیرون ممالک نمائندے

ممالک	نمائندگان
اٹلی	چوہدری ناصر حسین
انگلینڈ	منظور احمد خان
ساؤتھ افریقہ	آصف ملک
سعودی عرب	مہر کریم بخش
سپین	محمد عقیل
کینیڈا	ثقلین عباس
متحدہ عرب امارات	نصیر شاہ
ملائشیاء	محمد شفقت
یونان	محمد شکیل

فی شمارہ نیوز پیپر	فی شمارہ آرٹ پیپر
70 روپے	100 روپے
سالانہ (ممبرشپ)	سالانہ (ممبرشپ)
840 روپے	1200 روپے

سعودی ریال	امریکی ڈالر	یورپین پونڈ
800	400	280

نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری (اقبال)

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو کی نسبت سے شائع ہونے والا فلسفۂ وحدانیت کا ترجمان، اصلاحِ انسانیت کا پیمبر، اتحادِ ملّتِ بیضا کے لئے کوشاں، نظریۂ پاکستان کی روشنی میں استحکامِ پاکستان کا داعی

اس شمارے میں

1	اقتباس		3

اداریہ

2	دستک		4

قومی و بین الاقوامی

3	پاکستان اور بھارت کے مابین مسئلہ جوناگڑھ پر خط و کتابت (نومبر 1947-1951): ایک جائزہ	محمد محبوب	5

صلائے عام

4	سالانہ ملک گیر دورہ اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین (رپورٹ)	ادارہ	12
5	سفرِ معراج النبی (ﷺ)	صاحبزادہ سلطان احمد علی	27

باھُو شناسی

6	عین الفقر اور کلید التوحید کے انگریزی تراجم کی تقریبِ رونمائی	مسلم انسٹیٹیوٹ	44
7	شمس العارفین	مترجم: سید امیر خان نیازی	47
8	Abyat e Bahoo	Translated by: M.A Khan	49

اپنی بہترین اور مؤثر کاروباری تشہیر کیلئے مرآۃ العارفین میں اشتہار دیجئے رابطہ کیلئے: 0300-8676572

پبلشر سجاد علی چوہدری نے قاسم نعیم آرٹ پریس، بندر روڈ، لاہور سے چھپوا کر بیسمنٹ خواجہ آرکیڈ کیمیکل مارکیٹ، بندر روڈ لاہور سے شائع کیا

برائے خط و کتابت: ماہنامہ مرآۃ العارفین انٹرنیشنل P.O.Box No.11 جی پی او، لاہور E-mail: miratularifeen@hotmail.com
WWW.ALFAQR.NET, WWW.MIRRAT.COM

"وَالَّذِیۡنَ جَاهَدُوۡا فِیۡنَا لَنَهۡدِیَنَّهُمۡ سُبُلَنَا ؕ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الۡمُحۡسِنِیۡنَ"

"اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھادیں گے اور بیشک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے"۔

(العنکبوت:69)

"حضرت سلمان (رضی اللہ عنہ) بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو ارشاد فرماتے ہوئے سنا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں ایک دن اور ایک رات چوکس رہتا ہے، وہ ایسا ہے جیسے اس نے ایک ماہ روزے رکھے اور قیام کیا- اگر کوئی شخص اس دوران فوت ہو جائے تو اس کے نامۂ اعمال میں ان اعمال کا اندراج جاری رہتا ہے جنہیں وہ سرانجام دیا کرتا تھا اور وہ (منکر و نکیر کی) آزمائش سے محفوظ رہتا ہے اور اس کے لیے (اُخروی) رزق کا حکم صادر کر دیا جاتا ہے-(صحیح مسلم، کتاب الإمارة)

سرِ جانی محبوبِ سبحانی غوث الاعظم محی الدین

سیدنا شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہ

فرمان

"جب تک تُو خود اللہ عزوجل کو نہ پہچان لے اور اسے دوست نہ رکھے اور تیرا ہر عمل بھی اسی کے لیے نہ ہو تیرے کلام و وعظ بے فائدہ ہیں- تجھے غیر سے کوئی واسطہ نہ ہو اور نہ ہی اس (غیر) کا ڈر-ڈر خوف صرف اللہ عزوجل ہی کا ہو، تصرّفاتِ الٰہی میں چون وچرا نہیں کرنا چاہیے- آواز کی سختی اور زبان کی تیزی سے کلام و وعظ نہیں ہوتے بلکہ یہ تو دل سے ہوتا ہے تنہائی (خلوت) کا کام بزم آرائی (جلوت) میں نہیں ہوتا جبکہ توحید گھر کے دروازے پر اور شرک گھر کے اندر، یہ سراسر نفاق ہے"-

(الفتح الربانی)

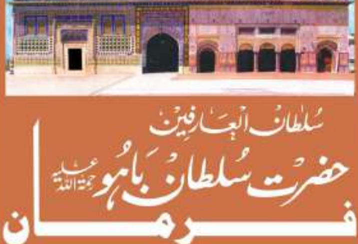

سلطان العارفین

حضرت سلطان باھُو رحمۃ اللہ علیہ

فرمان

لوہا ہوویں پیا کٹیویں تاں ﷲ تلوار سڈیویں ھو
کنگھی وانگوں پیا چریویں تاں زلف محبوب بھریویں ھو
مہندی وانگوں پیا گھوٹیویں تاں تلی محبوب رنگیویں ھو
وانگ کپاہ پیا پنجیویں تاں ﷲ دستار سڈیویں ھو
عاشق صادق ہوویں باھو تاں رس پریم دی پیویں ھو

(ابیاتِ باھُو)

فرمانِ قائدِ اعظم محمّد علی جناح رحمۃ اللہ علیہ

ایمان ، اتحاد، تنظیم

"پاکستان آج کی نوجوان نسل کیلئے ہے تاکہ انہیں آزاد اور باوقار وجود کی ضمانت دی جاسکے اور ان میں اور ان کی آنے والی نسلوں میں اپنے گھروں میں ایک محفوظ مستقبل کا شعور پیدا کیا جاسکے تاکہ وہ اپنے آدرشوں، اصولوں اور معیارِ زندگی کے مطابق دنیا کی کسی اور باعزت قوم کی طرح زندگی بسر کرسکیں اور پھول پھل سکیں- مجھے بھروسہ ہے کہ اس محبوب منزل کو حاصل کرنے کے لیے وہ مردانہ وار اپنا کردار ادا کریں گے جس کی ہماری قوم ان سے توقع کرتی ہے"-(پیغام، ہفت روزہ مسلم ٹائمز کے نام، نئی دہلی، 16 اپریل، 1946ء)

فرمانِ علامہ محمّد اقبال رحمۃ اللہ علیہ

افلاک سے آتا ہے نالوں کا جواب آخر
کرتے ہیں خطاب آخر، اٹھتے ہیں حجاب آخر
میں تجھ کو بتاتا ہوں، تقدیرِ امم کیا ہے
شمشیر و سناں اول، طاؤس و رباب آخر

(بالِ جبریل)

مسئلہ کشمیر پر عالمی وقومی بے حسی؟

اکیسویں صدی کے آغاز میں انسانیت پر امید تھی کہ نئی صدی میں عالمی امن و سلامتی اور بین الاقوامی انصاف کو یقینی بنایا جائے گا اور دنیا میں جنگل کے قانون کی بجائے اصولوں پر مبنی نظام کا فروغ ہو گا- لیکن بائیس برس گزرنے کے باوجود اہلیانِ کشمیر عالمی اداروں سے انصاف کے منتظر ہیں- کشمیری حریت پسند قوم گزشتہ ستر برس سے بھارتی جبر و ظلم کو برداشت کرتے ہوئے حقِ خود ارادیت کے حصول کے لیے کوشاں ہیں- البتہ بھارت اپنے ناجائز قبضے کو برقرار رکھنے کے لیے سفاکانہ و ظالمانہ روش اختیار کیے ہوئے ہے-

2022ء میں مقبوضہ جموں و کشمیر میں بھارتی ظلم و جبر اور ریاستی دہشت گردی عروج پر رہی- مقبوضہ جموں و کشمیر میں قابض بھارتی فوج نے طاقت کا بے جا استعمال کرتے ہوئے خواتین اور بچوں سمیت 214 بے گناہ افراد کو شہید کیا جبکہ 134 کشمیری شدید زخمی ہوئے- بھارت نے 57 سے زائد افراد کو جعلی پولیس مقابلوں میں شہید کیا- اس کے علاوہ 1350 افراد کو حراست میں لیا گیا- اس سال کے دوران بھارت نے کشمیریوں پر اپنی مذہبی رسومات مثلاً عید میلاد النبی (ﷺ)، نماز جمعہ، محرم اور شب برأت وغیرہ کی ادائیگی پر بھی پابندی عائد رکھی- 5 اگست 2019ء میں لگنے والا کرفیو ابھی تک لاگو ہے اور بنیادی انسانی حقوق کی کھلے عام خلاف ورزیاں ہو رہی ہیں- بد قسمتی سے سات دہائیاں گزرنے کے باوجود مسئلہ کشمیر نہ صرف آج بھی حل طلب ہے بلکہ عالمی برداری بشمول اقوام متحدہ اس مسئلہ کے پر امن حل کرنے میں ناکام رہی ہے-

عالمی جنگ عظیم دوم کے اختتام پر دنیا میں قیام امن اور سلامتی کیلئے اقوام متحدہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا- اس میں کوئی شک نہیں کہ اپنے قیام سے آج تک اقوام متحدہ نے کامیابی سے عالمی جنگ کو روکنے میں اپنا ایک اہم کردار ادا کیا ہے- مزید برآں اس ادارے نے کئی ممالک کے مابین تنازعات کو حل کرانے میں مرکزی کردار ادا کیا ہے- اقوام متحدہ کے قیام کے دنوں ہی میں بھارت، مقبوضہ جموں و کشمیر کے مسئلہ کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں لے گیا تھا- 1948ء سے لے کر آج تک سلامتی کونسل نے کشمیریوں کو ”حق خود ارادیت“ دینے کیلئے درجنوں قراردادیں منظور کر رکھی ہیں- لیکن بھارت کی جانب سے کشمیریوں پر مظالم کی انتہا کے باوجود، عالمی برادری بشمول اقوام متحدہ کشمیر پر اپنی قراردادوں پر عمل درآمد کروانے میں ناکام رہا ہے-

اس میں کوئی دورائے نہیں کہ عالمی سطح پر اکثر فیصلے عالمی طاقتیں اپنے مفادات کو مد نظر رکھ کر کرتی ہیں- افسوس اس بات کا ہے کہ عالمی طاقتوں کے معاشی اور اقتصادی مفادات آج انسانی حقوق اور انسانی حرمت کی حفاظت سے بالاتر ہو چکے ہیں- آج ورلڈ آرڈر بہت تیزی سے بدل رہا ہے اور دنیا ملٹی پولر بنتی جا رہی ہے- عالمی منظر نامے پر نئی طاقتیں توازن کے پلڑے میں داخل ہو چکی ہیں- پاکستان کو عالمی سطح پر بدلتے حالات کے پیش نظر اپنی خارجہ پالیسی پر نظر ثانی کرنی ہو گی- عالمی طاقتوں اور بلاک پالیٹیکس کے پیشِ نظر تیزی سے ابھرتی ہوئی نئی سرد جنگ میں پاکستان کو اپنے مفادات کا تحفظ کرنا ہو گا-

بھارت کی ہٹ دھرمی اس عروج پر جا پہنچی ہے کہ جنیوا کنونشن اور بین الاقوامی قوانین اور اصولوں کے برعکس مقبوضہ جموں و کشمیر میں جغرافیائی تبدیلیاں کر رہا ہے- بھارت ایک طرف کشمیر میں مسلمانوں کا قتلِ عام کر رہا ہے جبکہ دوسری جانب نوجوانوں کے قتل کے ذریعے کشمیریوں کی نسل کشی کر رہا ہے- 5 اگست 2019ء سے لے کر اب تک بھارت 730 کشمیریوں کو شہید کر چکا ہے- اس کے علاوہ مقبوضہ جموں و کشمیر میں محاصروں اور تلاشیوں کے نام پر بھارتی فوج نے 1350 کشمیریوں کو حراست میں لیا اور 44 مکانات تباہ کر چکا ہے- کشمیر میڈیا سروس کی رپورٹ کے مطابق سفاک بھارتی فوج نے مقبوضہ جموں و کشمیر میں جنوری 1989ء سے لے کر 31 دسمبر 2022ء تک 96 ہزار 163 افراد کو شہید کیا ہے- گو کہ شہید ہونے والے کشمیریوں کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے لیکن اگر ان اعداد و شمار کو بھی تسلیم کر لیا جائے تو یہ 96 ہزار صرف ایک عدد نہیں ہے بلکہ ایک ایک انسانی جان کے پیچھے اجڑنے والے خاندانوں کی طرف اشارہ ہے- جس میں بھی انسانیت اور انسانی حرمت کا درد موجود ہے وہ باآسانی سمجھ سکتا ہے کہ ایک انسانی زندگی کا ناحق قتل صرف ایک شخص کا قتل نہیں بلکہ پوری انسانیت کا قتل ہے-

آج کشمیریوں کے لاکھوں خاندان اپنے جائز اور قانونی ”حق خود ارادیت“ کے حصول کے لیے اجڑ چکے ہیں- جنت نظیر وادی میں ہر طرف قبرستان ہی قبرستان نظر آتے ہیں- کشمیری نوجوان نسل آج بھی برہان وانی کی طرح اپنی آزادی کی خاطر اپنا لہو دینے کو تیار ہے لیکن سوال یہ ہے کہ کیا کشمیریوں کے حقوق کی خلاف ورزی بنیادی انسانی حقوق کی خلاف ورزی نہیں؟ کیا کشمیریوں کے حقوق انسانی حقوق کی کسی تعریف میں نہیں آتے؟ بھارت کی شکل میں ایک غاصب اور جابر صرف اس وجہ سے بدمست ہاتھی کی طرح من مانی کر رہا ہے کہ وہ عالمی طاقتوں کے جائز و ناجائز مفادات کا رکھوالا ہے؟؟؟

پاکستان اور بھارت کے مابین مسئلہ جوناگڑھ پر خط و کتابت (نومبر 1947-1951): ایک جائزہ

محمد محبوب
(شعبہ سیاسیات و بین الاقوامی تعلقات - قائداعظم یونیورسٹی)

ابتدائیہ:

"It is necessary to state that Junagadh is on the agenda of the Security Council to be dealt with after the Kashmir dispute has been settled and cannot be as a dead issue".[1]

"یہ بتانا ضروری ہے کہ جوناگڑھ سلامتی کونسل کے ایجنڈے میں شامل ہے جس سے مسئلہ کشمیر کے حل کے بعد نمٹا جائے گا اور اسے ایک مردہ مسئلہ نہیں بنایا جاسکتا"۔

یہ الفاظ پاکستان کے پہلے وزیراعظم لیاقت علی خان کے خط بنام جواہر لال نہرو (14 فروری 1950ء) کے ہیں جس میں بھارتی وزیراعظم کے سامنے جوناگڑھ پر پاکستان کا سرکاری موقف واضح کیا کہ جوناگڑھ کے مسئلہ کو مردہ نہ سمجھا جائے بلکہ سلامتی کونسل میں یہ بات طے شدہ ہے کہ مقبوضہ جموں و کشمیر کے تنازعہ کے بعد جوناگڑھ کے مسئلے پر بات کی جائے گی۔

بدقسمتی سے مقبوضہ جموں و کشمیر کے مسئلہ کو پچھلی سات دہائیوں سے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل حل کرنے میں ناکام رہی ہے۔ اس کے علاوہ ایک درجن کے قریب قراردادیں بھی منظور ہو چکی ہیں لیکن کشمیری آج بھی انصاف کے حصول کے لئے اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کر رہے ہیں۔

اگر پاکستان کے پہلے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ کے اقوام متحدہ کو بھیجے گئے بھارتی الزامات کے جواب میں درج کروائی گئی شکایات کا مطالعہ کیا جائے تو پاکستان نے صرف مقبوضہ جموں و کشمیر پر بات نہیں کی تھی بلکہ اس کے علاوہ جوناگڑھ سمیت پاکستان کے بھارت کے ساتھ متعدد مسائل کا ذکر کیا گیا تھا جو کہ حل طلب تھے۔

پاکستان اور بھارت کے مابین تنازعات کا ذکر کرتے ہوئے سر ظفر اللہ نے تفصیلاً جوناگڑھ کا تذکرہ کیا تھا۔ ابتدائی دنوں میں جوناگڑھ پر پاکستان اور بھارت کے درمیان سرکاری سطح پر خط و کتابت کا سلسلہ جاری رہا جس سے پاکستان کے سرکاری مؤقف کو سمجھنے میں کافی مدد ملتی ہے۔

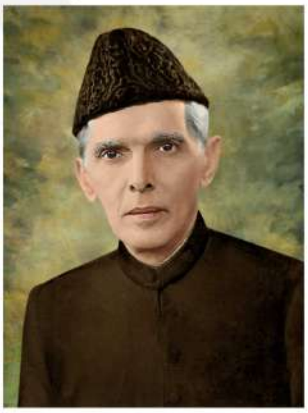

پاکستان کے پہلے گورنر جنرل بانئ پاکستان قائداعظم محمد علی جناح اور شہیدِ ملت نوابزادہ لیاقت علی خان جب تک حیات تھے دونوں نے جوناگڑھ کے مسئلہ پر بھارت کے سامنے ہمیشہ پاکستان کا واضح موقف رکھا۔ لیکن بدقسمتی سے

[1]Prime Minister Liaquat Ali Khan to Prime Minister Nehru. See, Bhasin, Avtar.Singh. India–Pakistan Relations 1947–2007
A Documentary Study. Published in Cooperation with Public Diplomacy Division Ministry of External Affairs of India. Vol- Document No. 1668.

نوابزادہ لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد جوناگڑھ کے مسئلہ پر اتنی شدت سے بھارت کے ساتھ کبھی بات نہیں ہوئی جس طرح بانیان پاکستان کا موقف رہا تھا-

زیر نظر مضمون میں ہم نومبر 1947ء میں جوناگڑھ پر بھارتی قبضہ ہونے کے بعد وزیر اعظم لیاقت علی خان کے دور حکومت میں پاکستان اور بھارت کے درمیان سرکاری خط و کتابت کا تذکرہ کریں گے- یہ واضح رہے کہ سرکاری سطح پر وزیر اعظم لیاقت علی خان کی شہادت کے بعد بھی پاکستان نے کئی بار جوناگڑھ کا مسئلہ اٹھایا لیکن طوالت سے بچنے کے لئے یہاں خط و کتابت کا تذکرہ صرف لیاقت علی خان کے دور حکومت تک محدود رہے گا جس کا مقصد اس بات کو واضح کرنا ہے کہ بانیانِ پاکستان نے جوناگڑھ پر کبھی بھارت کے ساتھ سمجھوتہ نہیں کیا تھا بلکہ ہمیشہ جوناگڑھ میں ہونے والے بھارتی مظالم اور دوہرے معیارات کو بے نقاب کرتے رہے-

سردار ولبھ بھائی پٹیل کا دورہ جوناگڑھ:

جوناگڑھ پر بھارتی قبضے کے بعد سردار ولبھ بھائی پٹیل نے جوناگڑھ کا دورہ کیا- جہاں انہوں نے عارضی حکومت کے کارکنوں (جنہوں نے جوناگڑھ کو تباہی کے دہانے پر لایا تھا) کے اجتماع کے سامنے تشدد، نفرت پر مبنی اور اشتعال انگیزانہ تقاریر کیں- اس دوران سردار پٹیل نے ریاست حیدرآباد (جو کہ آزادی ہند ایکٹ 1947ء کے تحت آزادی کی خواہاں تھی) کو بھی شدید الفاظ میں دھمکی دی کہ اگر وہ بھارت کے ساتھ الحاق نہیں کرنا چاہتی ہے تو جان لے کہ حیدرآباد کے ساتھ وہی کیا جائے گا جو جوناگڑھ کے ساتھ کیا گیا ہے-

"Patel's speech at Bahaddin College, Junagadh, "If Hyderabad does not see the writing on the wall, it goes the way Junagadh has gone[2]."

”اگر حیدر آباد کو نوشتہ دیوار نظر نہیں آتا ہے تو اس کے ساتھ بھی وہی کیا جائے گا جس طرح جوناگڑھ کے ساتھ کیا گیا ہے“-

یہ ساری تقریر اس طرح کی گئی تھی جیسے کوئی غاصب اور قابض کسی کی زمین کو بزور قوت جبراً حاصل کرتا ہے، اور بین السطور اکسایا گیا تھا ہندو انتہا پسندوں کے مسلح جتھوں کو نیز تشدد، مار دھاڑ اور خون خرابے کی ترغیب دی گئی تھی- اس تقریر میں حیدرآباد ریاست کو دھمکی دینے سے خود بھارت کی طرف سے کئے گئے اقدامات سے پردہ بے نقاب ہوتا ہے اور ساتھ ہی ساتھ علاقائی امن اور عالمی قانون کی دھجیاں بکھرتی نظر آتی ہیں، کیونکہ مار دھاڑ وغیرہ کی ترغیب یو این چارٹر میں سختی سے منع کی گئی ہے-

بھارت نے ریاست جوناگڑھ کے قانونی حق کا احترام نہیں کیا:

جب کسی شاہی ریاست نے اپنا قانونی حق استعمال کرنا چاہا تو ہندو انتہا پسند مسلح جتھوں کو آگے رکھ کر بھارت اس ریاست پر چڑھ دوڑا چاہے حیدرآباد ہو یا جوناگڑھ ہر ریاست کے لئے بھارت کی واضح دھمکی تھی کہ یا تو بھارت کے ساتھ الحاق کیا جائے یا پھر خون خرابہ اور جنگ- بھارت نے جوناگڑھ میں انتہا پسند غنڈوں کے ذریعے ریاست کی انتظامیہ کو تباہی کے دہانے پر لا کھڑا کیا اور یہی دھمکی حیدر آباد کو دی گئی- (حیدر آباد میں بھارتی اقدامات ویسے ہی تھے جیسے جوناگڑھ میں)- چاہے جوناگڑھ ہو یا حیدر آباد، بھارت نے دونوں کو فوجی کاروائی کے بعد زبردستی حاصل کیا-

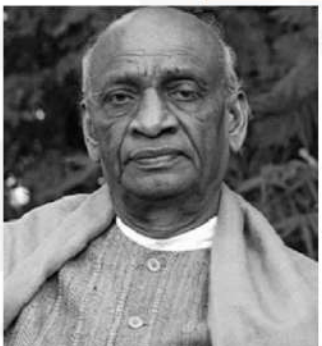

وزیر اعظم لیاقت علی خان نے 16 نومبر 1947ء کو پریس میں ایک بیان جاری کیا اور یہی بیان وزیر اعظم نہرو کو بھی بھیجا گیا- جس میں سردار پٹیل کی جوناگڑھ میں پاکستان مخالف تقریر کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ جوناگڑھ میں بھارتی حکومت کی سرپرستی میں عارضی حکومت کی کاروائیوں نے

[2] Gokhale, Sandhya. Hindu Rashtra's Propaganda on J&K.

ریاست کو تباہی کے دہانے پر پہنچایا- لیاقت علی خان نے پاکستان کی پوزیشن واضح کرتے ہوئے کہا کہ:

"The indisputable legal position is that in view of the State's accession to Pakistan the Dewan had no right to proffer and the India Government had no right to accept the so-called invitation to the India Government to take over the administration of the State".[3]

"غیر متنازعہ قانونی پوزیشن یہ ہے کہ ریاست (جونا گڑھ) کے الحاقِ پاکستان کے بعد دیوان جونا گڑھ (وزیر اعظم جونا گڑھ) کو ہندوستان کو دعوت دینے کا کوئی حق نہیں تھا اور حکومت ہندوستان کو نام نہاد دعوت قبول کرنے اور ریاست کا نظم و نسق سنبھالنے کا کوئی حق نہیں تھا"-

ریاستِ جونا گڑھ میں ریاستی مشینری کی تباہی:

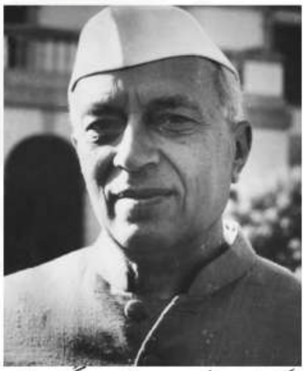

وزیر اعظم نہرو نے اپنے 17 نومبر 1947ء کے خط میں دیوان آف جونا گڑھ سر شاہنواز بھٹو کی بھارت کو جونا گڑھ کی انتظامی حکومت سنبھالنے کی درخواست کا ذکر کیا- اس کے بعد انہوں نے جونا گڑھ میں عارضی حکومت کے کارکنوں کو جونا گڑھ کے مقامی لوگوں کی حکومت قرار دے دیا جس کے جواب میں وزیر اعظم پاکستان نے 22 نومبر 1947ء کو وزیر اعظم نہرو کو واضح لکھا کہ:

India(n) Government deliberately created conditions which brought administration in Junagadh to the verge of breakdown".[4]

"بھارتی حکومت نے جان بوجھ کر حالات پیدا کئے جس نے جونا گڑھ میں انتظامیہ کو تباہی کے دہانے پر پہنچا دیا"-

آپ مزید لکھتے ہیں کہ ریاست جونا گڑھ اور دیوان کو حکومتِ پاکستان اور نواب آف جونا گڑھ کی جانب سے یہ ہدایات دی گئیں تھیں کہ:

"Our instructions to Junagadh State were that on no account should they do anything which lead to disorder or bloodshed".[5]

"جونا گڑھ ریاست کو ہماری ہدایات یہ تھیں کہ وہ کسی بھی صورت میں کوئی ایسا کام نہ کریں جس سے فساد یا خونریزی ہو"-

آپ نے یہ بھی لکھا کہ جونا گڑھ میں غیر مسلم آبادی مکمل طور پر محفوظ اور پر امن تھی جبکہ بھارتی حکومت نے جان بوجھ کر (نان سٹیٹ ایکٹرز کے ذریعہ) ریاست میں تشدد کو ہوا دی-

"Junagadh administration followed those instructions strictly and the non-Muslims in the State were perfectly safe. Nevertheless, the India Government persisted in their activities directed against the administration of Junagadh".[6]

"جونا گڑھ انتظامیہ نے ان ہدایات پر سختی سے عمل کیا اور ریاست میں غیر مسلم بالکل محفوظ رہے- اس کے باوجود، بھارتی حکومت نے جونا گڑھ کی انتظامیہ کے خلاف اپنی سرگرمیوں کو جاری رکھا"-

ریاست میں لوٹ مار:

30 دسمبر 1947ء کو پاکستان کی وزارت خارجہ نے بھارت کو جونا گڑھ سے پاکستان آنے والے مہاجرین کا آنکھوں دیکھا حال جس کے مطابق ریاست میں دہشت کا

[3]Liaquat Ali Khan to Jawaharlal Nehru, Zaidi, Z. H.Quaid-i-Azam Papers Project. (1993). Quaid-i-Azam Mohammad Ali Jinnah papers. Islamabad: Quaid-i-Azam Papers Project, National Archives of Pakistan. Vol-8 Document No. 229.
[4]Ibid, Document No, 231.
[5]ibid.
[6]Ibid.

سماں، مسلمانوں کی قتل و غارت اور مال و اسباب کی لوٹ مار کے متعلق آگاہ کیا۔

"In Bantwa alone Muslim property worth several crores is reported to have been looted and respectable and peaceful families deliberately dishonoured. All Muslim institutions are reported to have been closed down and a number of mosques and tombs desecrated".[7]

"اطلاع ہے کہ صرف بانٹوا میں ہی مسلمانوں کی کئی کروڑ کی املاک لوٹی گئیں جبکہ باعزت اور پر امن خاندانوں کی جان بوجھ کر بے عزتی کی گئی۔ تمام مسلم اداروں، متعدد مساجد کو بند کرنے اور مقبروں کی بے حرمتی کی گئی ہے"۔

پاکستان نے جونا گڑھ کے مختلف حصوں میں ہونے والے واقعات پر بھارت کو واضح کیا کہ:

"Pakistan Government cannot but regard these happenings with the gravest concern".[8]

"حکومت پاکستان کے حوالے سے یہ واقعات انتہائی تشویش دہ ہیں"۔

پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ نے 1 جنوری 1948ء کو پاکستان اور بھارت کے مابین تعلقات پر پریس کانفرنس میں کئی مسائل کا ذکر کیا۔ اس دوران آپ نے جونا گڑھ پر گفتگو کرتے ہوئے بھارتی اقدامات کو "نازی جرمنی کے ہٹلر" کی کمزور ریاستوں کے خلاف جارحانہ پالیسی سے تشبیہ دی۔

"As soon as Junagadh's accession to Pakistan was announced a campaign was started against the state which was closely reminiscent of Nazi technique for overwhelming weaker neighbours".[9]

"جونا گڑھ کے پاکستان کے ساتھ الحاق کا اعلان ہوتے ہی ریاست کے خلاف ایک مہم کا آغاز کیا گیا جو کمزور پڑوسیوں کے لیے نازی تکنیک کی قریب سے یاد دلاتی ہے"۔

وزیر خارجہ نے مزید معاشی ناکہ بندی اور عارضی حکومت کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ:

"Active help was afforded to the so called provincial Government by the officers and authorities of the Dominion of India. The treatment for which the Rulers of Manvadar and Mangrol were subjected again, brought to mind the methods of Hitler".[10]

"افسروں اور ڈومینین آف انڈیا کے حکام کی طرف سے نام نہاد صوبائی حکومت کو فعال مدد فراہم کی گئی۔ جس طرح مناوادر اور منگرول کے حکمرانوں کو نشانہ بنایا گیا ایک بار پھر، ہٹلر کے طریقوں کو ذہن میں لاتا ہے"۔

4 جنوری 1948ء کو کراچی میں وزیر اعظم نوابزادہ لیاقت علی خان نے پریس کانفرنس کرتے ہوئے پاکستان کی شاہی ریاستوں پر بھارتی قبضے کے متعلق کہا کہ:

"India's forcible occupation of Junagadh, Manavadar and others states in Kathiawar which acceded to Pakistan as well as the fraudulent procurement of the accession of Jammu and Kashmir State are acts of hostility against Pakistan whose destruction is India ' s immediate objective[11]".

[7]*M. Ikramullah to G. S. Bajpai, JP. Vol-8 Document No 234.*
[8]ibid.
[9]Bhasin, Avtar.Singh. Document No 25.
[10]Ibid.
[11]Bhasin, Avtar.Singh. Document No 26.

"جوناگڑھ، مناوادر اور کاٹھیاواڑ کی دیگر ریاستوں، جنہوں نے پاکستان سے الحاق کیا، پر بھارت کا زبردستی قبضہ کے ساتھ ساتھ دھوکہ دہی سے ریاست جموں و کشمیر کا الحاق (پاکستان کے خلاف) دشمنی کاروائیاں ہیں- پاکستان کی تباہی بھارت کا فوری مقصد ہے"-

جیسے آج کل مقبوضہ جموں و کشمیر میں تین برس سے جاری بد ترین کرفیو کے باوجود مختلف مواقع پہ بھارتی نمائندے ڈھٹائی اور بے حیائی سے "سب کچھ اچھا" کا جھوٹا راگ الاپتے رہتے ہیں - بالکل ایسے ہی 6 جنوری 1948ء کو بھارتی وزارت خارجہ نے جوناگڑھ میں ہونے والی قتل وغارت اور لوٹ مار کو غلط بیانی قرار دیتے ہوئے ریاست میں "سب کچھ اچھا" ہونے کا دعویٰ کیا- اس کے علاوہ وزارت خارجہ نے مسلمانوں پر الزامات عائد کئے کہ مسلمان ہندوؤں اور سرکاری املاک پر حملے کر رہے ہیں-

No War Declaration:

اعلان جنگ نہ کرنے کا اعلامیہ

حکومت پاکستان نے جنگ نہ کرنے "No War Declaration" کرنے کی تجویز پر 3 دسمبر 1949ء کو Aide Memoire جاری کرتے ہوئے اس کا خیر مقدم کیا اور پاکستان اور بھارت کے مابین مسائل کے پر امن حل کیلئے جن مسائل کا ذکر کیا ان میں جوناگڑھ بھی شامل تھا- ان مسائل کی فہرست میں جوناگڑھ کا ذکر ان الفاظ میں بیان کیا گیا تھا-

> *"Junagadh and neighboring States that have acceded to Pakistan".*[12]

اس اعلامیہ میں حکومت پاکستان نے واضح کہا کہ یہ مسئلہ اقوام متحدہ کے کمیشن کو سونپا گیا ہے- اگر یہ کامیاب نہیں ہوتا تو دونوں حکومتوں کو ثالثی (Arbitration) پر رضامند ہونا ہوگا-

پاکستان کے خلاف فوجی طاقت کا استعمال اور جارحیت:

24 نومبر 1950ء کو بھارتی وزیر اعظم نہرو نے لیاقت علی خان کے نام خط میں اس بات کا ذکر کیا کہ بھارت نے پاکستان کے ساتھ مسائل کو حل کرنے کے لیے کبھی طاقت کا استعمال نہیں کیا- جس کے جواب میں 27 نومبر 1950ء کو لیاقت علی خان وزیر اعظم نہرو کو جوناگڑھ اور دیگر ریاستوں پر بھارت کی طرف سے فوجی طاقت کے استعمال کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ:

> *"I Sincerely hope and trust that you have not forgotten that your military forces have occupied Junagadh and its neighboring States which lawfully acceded to Pakistan and form part of its territories".*[13]

"مجھے پوری امید اور بھروسہ ہے کہ آپ یہ نہیں بھولے کہ آپ کی فوج نے جوناگڑھ اور اس کی ہمسایہ ریاستوں پر قبضہ کر لیا ہے جنہوں نے قانونی طور پاکستان اور اس کے علاقوں میں شمولیت اختیار کی تھی"-

26 جولائی 1951ء کو وزیر اعظم لیاقت علی خان نے دوبارہ جوناگڑھ کا تذکرہ کرتے ہوئے وزیر اعظم نہرو کو بتایا کہ یہ مسئلہ ابھی اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کے سامنے زیرِ التواء ہے-

UNITED NATIONS

> *"Firstly, as to Junagadh, I need hardly remind you that Junagadh acceded to Pakistan, was invaded by Indian forces and its occupation by India is a continuing act of aggression against, Pakistan. The case is pending before the Security Council".*[14]

"سب سے پہلے، جوناگڑھ کے بارے میں، مجھے آپ کو یہ یاد دلانے کی ضرورت ہے کہ جوناگڑھ نے پاکستان کے

[12] Bhasin, Avtar.Singh. Document No 1661.

[13]ibid

[14]ibid

ساتھ الحاق کیا تھا- جس پر بھارتی افواج نے حملہ کیا تھا اور اس پر بھارت کا قبضہ ہے اور پاکستان کے خلاف جارحیت کا سلسلہ جاری ہے-(اقوامِ متحدہ کی) سلامتی کونسل کے سامنے یہ کیس زیر التواہے"-

JUNAGADH IS Not Dead Issue:
جونا گڑھ مردہ مسئلہ نہیں ہے:

وزیر اعظم لیاقت علی خان نے پاکستان کی قانون ساز اسمبلی میں 17 جنوری 1950ء کو تقریر کرتے ہوئے پاکستان اور بھارت کے مابین مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے جونا گڑھ کا بھی خصوصاً ذکر کیا- جس کے جواب میں 18 جنوری 1950ء کو بھارتی وزیر اعظم نے کہا کہ مسئلہ جونا گڑھ میں کوئی جان نہیں ہے- بھارتی وزیر اعظم کے جواب میں وزیر اعظم لیاقت علی خان کا واضح جواب اس مضمون کے آغاز میں شامل ہے-23 اکتوبر 1950 کو وزیر اعظم لیاقت علی خان نے دوبارہ نہرو کو یاد دلایا کہ:

"(Y)ou now regard as dead, but which in fact is alive, namely, Junagadh".[15]

"جس مسئلے کو آپ مردہ سمجھ رہے وہ جونا گڑھ کے نام سے زندہ ہے"-

29 مئی 1951ء کو پاکستان کی وزارت خارجہ نے بھارتی ہائی کمیشن کو پاکستان اور بھارت کے مابین مسائل کا تذکرہ کرتے ہوئے واضح کیا کہ:

"State of Jammu and Kashmir And the State of Junagadh are forming the subjects of disputes pending before the U.N., and the Government of Pakistan do not acknowledge their occupation by India. The High Commission are, therefore, wrong in claiming that these states are forming part of India".[16]

"ریاست جموں و کشمیر اور ریاست جونا گڑھ اقوام متحدہ کے سامنے تنازعات کے زیر التواء موضوعات ہیں- بھارت کی طرف سے ان کا قبضہ، حکومت پاکستان تسلیم نہیں کرتی ہے- لہٰذا بھارتی ہائی کمیشن یہ دعویٰ کرتے ہوئے غلط ہے کہ یہ ریاستیں ہندوستان کا حصہ بن رہی ہیں"-

مسئلہ جونا گڑھ اور اقوام متحدہ:

ریاست جونا گڑھ میں جب بھارتی سرپرستی میں المناک واقعات جاری تھے وہیں کشمیر تنازعہ بھی تھا- بھارتی حکومت نے یکم جنوری 1948ء کو اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں کشمیر کا مقدمہ پیش کیا- جواباً 15 جنوری 1948ء کو پاکستان نے بھارت کے خلاف کئی شکایات درج کیں- ان میں جونا گڑھ تنازعہ سمیت کشمیر اور دیگر معاملات کو سلامتی کونسل کے سامنے رکھا گیا تھا-

پاکستان کے وزیر خارجہ سر ظفر اللہ نے 18 فروری 1948ء کو سلامتی کونسل میں تقریر کے ساتھ کاروائی کا آغاز کیا-26 فروری اور 8 مارچ 1948ء کو سلامتی کونسل میں جونا گڑھ کے مسئلہ پر سیر حاصل بحث ہوئی-

سر ظفر اللہ نے اپنی تقاریر میں حکومت پاکستان کی جانب سے بھارت سے مطالبہ کیا کہ:

"Pakistan desired that the Government of India should, of its own accord or through some action or agency of the Security Council, withdraw Indian forces from Junagadh and restore the rulers of Junagadh and Manavadar to their States so that normal administration should be restored".[17]

---

[15]Bhasin, Avtar.Singh. Document No 1677.

[16]ibid

[17]There are details given in The Year Book of the United Nations, 1947-48. Complaint to the U. N. Security Council JP. Vol 8 Document No 236.

"پاکستان کی خواہش ہے کہ بھارتی حکومت اپنی مرضی سے یا سلامتی کونسل کی کسی کاروائی یا ایجنسی کے ذریعے جوناگڑھ سے ہندوستانی افواج کو واپس لے اور وہاں کے حکمرانوں کو بحال کرے- جوناگڑھ اور مناوادر کو اپنی نارمل حالت میں لایا جائے تاکہ انتظامی معاملات بحال ہو جائیں"-

مزید پاکستان نے یہ مطالبہ بھی کیا کہ مہاجرین کی بحالی اور ان کے املاک کو پہنچنے والے نقصانات کا بھارت ہر جانہ پیش کرے-

> *"The Pakistan Government desired, in addition, that such people in Junagadh as had suffered at the hands of the military forces or officials of the Dominion of India should be restored to their homes and property and be compensated for any losses".*[18]

"اس کے علاوہ حکومت پاکستان کی یہ خواہش ہے کہ جوناگڑھ میں ایسے لوگوں کو بحال کیا جائے جو فوجی دستوں یا ڈومینین آف انڈیا کے اہلکاروں کے ہاتھوں ظلم و تشدد کا نشانہ بنے تھے- ان کے گھروں، املاک اور کسی بھی قسم کے دوسرے نقصان کی تلافی کی جائے"-

اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل کی 7 مئی 1948ء کو میٹنگز نمبر 289 اور 290 میں بھی جوناگڑھ اور دوسری ریاستوں کا مسئلہ زیر غور رہا- چونکہ پاکستان اور بھارت کے مابین کشمیر میں جنگ کا آغاز ہو گیا تھا تو اس لیے سلامتی کونسل نے 20 جنوری 1948ء کو پہلے مسئلہ کشمیر سے نمٹنے کیلئے ایک کمیشن تشکیل دیا- سلامتی کونسل نے کہا کہ جوناگڑھ جیسے دیگر مسائل پر غور تب تک ملتوی رہے گا جب تک مسئلہ کشمیر پر مکمل غور نہیں کیا جاتا-

اختتامیہ:

طوالت سے بچنے کے لئے اس مختصر مضمون میں پاکستان کے پہلے وزیر اعظم لیاقت علی خان کے دور حکومت میں پاکستان اور بھارت کے مابین جوناگڑھ پر ہونے والی سرکاری خط و کتابت کا تذکرہ کرنے کا مقصود یہ تھا کہ:

1. جوناگڑھ کے متعلق نایاب معلومات سامنے لائی جائیں-
2. بنیادی ماخذ (Primary Sources) استعمال کرنے سے بھی یہی مقصود تھا کہ مستند حوالہ جات محققین اور عوام کے سامنے پیش کئے جائیں-
3. یہ بات بھی مد نظر تھی کہ ابتدائی دنوں میں کس طرح جوناگڑھ پاکستان اور بھارت کے مابین ایک گرما گرم بحث (Hot Discussion) تھی-
4. مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے اور خصوصاً عام قارئین تک جوناگڑھ کے متعلق پاکستان کے بانیان کا مؤقف پیش کیا جائے-

5. جوناگڑھ کو بانیان پاکستان نے ایک مردہ مسئلہ نہیں سمجھا بلکہ اسے زندہ رکھا اور قانونی جدوجہد جاری رکھی-
6. نیز؛ یہ کہ آج بھی جوناگڑھ کا مسئلہ اقوام متحدہ میں ہے اور کشمیر کے بعد اسے دیکھا جائے گا-
7. قومی قیادت اور خصوصاً نوجوان نسل کو یہ یاد دلانا کہ "جوناگڑھ" بانیان پاکستان کا ایک خواب تھا جس کے متعلق انہوں نے آخری وقت تک سمجھوتہ نہیں کیا- آج ہم پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ اس خواب کو پورا کرنے کے لئے لکھ کر، گفتگو کرکے، پڑھ کر اور آگاہی پھیلا کر اپنا کردار ادا کریں اور 'تکمیل پاکستان' کو عملی جامہ پہنانے کے پُر امن کارواں میں حصہ ڈالیں-

☆☆☆

[18].ibid

رپورٹ

سالانہ ملک گیر دورہ اصلاحی جماعت وعالمی تنظیم العارفین

زیرِ قیادت:

سالارِ عارفین، وارثِ میراثِ سلطان العارفین

جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی دامت برکاتہم العالیہ

سرپرستِ اعلیٰ اصلاحی جماعت وعالمی تنظیم العارفین سروری قادری

دربارِ گوہر بار: سلطان العارفین حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہٗ

ادارہ

حضور رسالتِ مآب (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اللہ تعالیٰ کے محبوب، آخری نبی اور رسول ہیں- آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اس دنیا میں بعثت فرما کر قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے زندگی بسر کرنے کا بہترین طریقہ عملاً، قولاً، فعلاً بیان فرمادیا- آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت و اتباع، ادب و تعظیم، محبت و مؤدت اور عشق و فنائیت اہلِ توحید کی معرفت ہے- اللہ تعالیٰ نے خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی اطاعت و اتباع اہلِ ایمان پر فرض فرمائی ہے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ [1]

اے محبوب تم فرمادو کہ لوگو اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو تو میرے فرمانبردار ہو جاؤ- اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے-

ہر دور میں اہلِ توحید و معرفت کا یہی شیوہ رہا ہے کہ وہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی کامل اتباع کرتے ہوئے انسانیت کو دعوتِ الی اللہ پہنچاتے ہیں- صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے لے کر تابعین و تبع تابعین اور ان سے امت کے تمام اولیاء، فقراء، فقہاء، علماء و مشائخ کا بھی یہی طریق رہا ہے کہ وہ اپنے ظاہر اور باطن کو حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسوۂ حسنہ میں ڈھال کر اپنے کردار اور گفتار سے انسانیت کو ببانگ دہل دعوتِ حق کا پرچار فرماتے رہے ہیں اور فرما رہے ہیں- قرآن مجید میں بھی اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے خاص وصف کو اسی طرح بیان فرمایا ہے:

’’یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًاۙ○ وَّ دَاعِیًا اِلَى اللّٰهِ بِاِذْنِهٖ وَ سِرَاجًا مُّنِیْرًا‘‘ [2]

اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر ناظر اور خوشخبری دیتا اور ڈر سناتا- اور اللہ کی طرف اس کے حکم سے بلاتا اور چمکا دینے والا آفتاب-

حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے پستی میں گرے انسانوں کو انسانیت کی تلقین فرمائی، حضرتِ انسان کو اس کے اصل مقام اور رتبے کی خبر عطا کی اور بھٹکی ہوئی انسانیت کو اللہ وحدہٗ لاشریک کی ذاتِ اقدس کی معرفت عطا فرمائی- ظلمت کو مٹا کر انوار و تجلیات سے دلوں کی تاریک دنیا کو روشن فرمایا اور معاشرے میں اخوت و بھائی چارگی، ایثار و قربانی اور عدل و انصاف کو قائم فرمایا- آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے اسوۂ حسنہ پہ عمل پیرا ہو کر مسلمانوں نے عروج پایا اور تاریخ اس بات کی گواہ ہے کہ توحیدِ الٰہی کی جو دعوت خاتم النبیین حضرت محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) لے کر آئے، جب مسلمانوں نے اس پیغام سے روگردانی کر کے حق کی بجائے اپنے نفس کی پیروی کی تو انہیں ذلت و پسپائی کا سامنا کرنا پڑا- دنیا میں جب ہر سو نفسانیت اور فسطائیت کا بول بالا ہے، اکرامِ انسانی کو مجروح کیا جا رہا ہے، نفرتوں اور عصبیتوں کی فضا چھائی ہوئی ہے، وہیں لوگوں کو نسلی، لسانی، مذہبی اور علاقائی تفرقوں سے ماوراء کر کے انہیں امن و محبت کا حقیقی پیغام دینے کیلئے اہل اللہ کی جماعت ہر دور میں محوِ حرکت رہتی ہے-

---

[1] (آلِ عمران:31)

[2] (الاحزاب:45-46)

خالق و مخلوق کے رابطے کو استوار کرنے، مادہ پرستانہ دور میں حقیقت و معرفت کو عام کرنے، نفس و قلب کو پاک کرنے، دعوتِ "فَفِرُّوْٓا اِلَى اللهِ" دینے اور معراجِ انسانیت کے لئے دربارِ عالیہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو قدس سرہٗ العزیز سے "اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین" چلائی گئی- جس کے اغراض و مقاصد قرآن مجید اور احادیثِ مبارکہ کی روشنی میں اولیاء کاملین کی تعلیمات، تعلیماتِ امن و محبت، تعلیماتِ معرفتِ الٰہی کو عوام الناس تک پہنچانا ہے- اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین کا مشن اور مقصد "نکل کر خانقاہوں سے ادا کر رسمِ شبیری" ہے کہ جہاں دنیا بھر میں مادہ پرستی، نفس پرستی اور اپنے خالق و مالک سے دوری عروج پر ہے وہیں یہ تحریک ہر ضلع، شہر بلکہ ملکوں ملکوں یہ پیغام عام کر رہی ہے کہ انسان کی عظمت اور عزت اس میں ہی ہے کہ وہ اپنی پہچان کرے- اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی معرفت، قرب و وصال کیلئے اس دنیا میں بھیجا ہے اور اس معرفت کا ذریعہ آقا کریم (ﷺ) کی ذات گرامی ہے- آج ہمیں اپنے نفوس کا تزکیہ اور قلوب کا تصفیہ کرنے کی ضرورت ہے تاکہ ہماری روحانیت بیدار ہو اور ہم دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکیں اور ہمارے وجود اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک (ﷺ) کے عشق کے محور و مرکز بن سکیں- اس تحریک کے بانی سلطان الفقر حضرت سخی سلطان محمد اصغر علی (قدس اللہ سرّہٗ) (1947-2003) ہر وقت دینی و ملی خدمات کے جذبات سے سرشار رہے- آپؒ شریعت کے مکمل عامل و پابند اور تعلیماتِ صوفیاء کی ترویج میں ہمہ وقت کوشاں رہے- آپؒ نے انسان کی ظاہری و باطنی تطہیر اور اتباعِ رسول (ﷺ) کی ترویج کے لئے "اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین" کو قائم فرما کر ذکرِ اسم اللہ کی لازوال دولت کو عام فرمایا-

اللہ تعالیٰ کے قرب و معرفت کا ذریعہ ذکر و تصور اسم اللہ اور حضور نبی کریم (ﷺ) کی اتباع آج ہمارے درمیان دوبارہ سے احیائے انسانی کا موجب ٹھہر سکتی ہے- کیونکہ آج جو ہمارے دل اور عقل بے سکونی اور تذبذب کا شکار ہیں انہیں ذکرِ اَللّٰہُ اور محبتِ مصطفےٰ (ﷺ) سے ہی قرار حاصل ہو سکتا ہے- انسانیت کی اس نبضِ ضعیف کے علاج کے لئے "اصلاحی جماعت" کے زیرِ اہتمام سالارِ عارفین جانشینِ سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب (مدظلہ الاقدس) کی قیادت میں ملک بھر میں اور بین الاقوامی سطح پر رحمۃ اللعالمین، خاتم الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ (ﷺ) کے اسم پاک سے موسوم محافل و اجتماعات کا سالانہ انعقاد "میلادِ مصطفےٰ (ﷺ) و حق باھو کانفرنس" کے تحت کیا جاتا ہے-

ہر شہر میں پروگرام کا آغاز تلاوتِ قرآن پاک اور نعتِ رسول مقبول (ﷺ) سے ہوتا ہے- اس کے بعد نہایت ہی خوبصورت انداز میں حضرت سلطان باھو (قدّس اللہ سرّہٗ) کا عارفانہ کلام پیش کیا جاتا ہے- خصوصی و تحقیقی خطاب جنرل سیکریٹری "اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین" صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب کا ہوتا ہے- صاحبزادہ صاحب کے خطابات تحقیقی و علمی نوعیّت کے ہوتے ہیں اور تقریباً ہر مقام پہ ایک نئے موضوع پہ نئی تحقیق کے ساتھ خطاب ہوتا ہے- بعض دیگر تحریکی مصروفیات کی وجہ سے جہاں صاحبزادہ سُلطان احمد علی صاحب تشریف نہ لا سکیں وہاں پر ناظم اعلیٰ "اصلاحی جماعت" الحاج محمد نواز القادری صاحب، مفتی منظور حسین قادری صاحب اور مفتی محمد شیر القادری صاحب خطاب کرتے ہیں-

پروگرام میں ہزاروں کی تعداد میں لوگ شرکت کرتے ہیں- جو لوگ اِس دعوتِ بقائے اِنسانیت کو قبول کرتے ہیں اور بیعت ہونا چاہتے ہیں تو وہ پروگرام کے اختتام پر سرپرستِ اعلیٰ اصلاحی جماعت جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب (مُدّظِلہُ الاقدس) کے دستِ مبارک پر بیعت و تجدیدِ عہد کرنے کا شرف حاصل کرتے ہیں اور "اسم اللہ ذات" کی لازوال دولت سے سرفراز ہوتے ہیں- بیعت و تجدیدِ عہد کرنے والوں کی تعداد بعض مقامات پر سینکڑوں اور بعض مقامات پر ہزاروں میں ہوتی ہے- پروگرام کے آخر میں صلوٰۃ و السلام کے بعد ملک و قوم اور اُمّتِ مسلمہ کی سلامتی کے لئے دعائے خیر کی جاتی ہے-

اس سال انعقاد پذیر ہونے والے ان شاندار تربیّتی و اِصلاحی اجتماعات کی تفصیل اور خطابات کی مختصر رپورٹ ملاحظہ فرمائیں-

ڈیرہ اسمٰعیل خان: | 22-12-2022 | اڈہ گراؤنڈ پہاڑپور

صدارت: عکسِ سلطان الفقر حضرت حاجی محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

’’وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ‘‘[3] ’’میں نے جنوں اور انسانوں کو اپنی عبادت کیلئے پیدا کیا‘‘-

انسان کی زندگی کا مقصد اللہ تعالیٰ کی معرفت و پہچان ہے-عبادات اس کے قرب کا ذریعہ ہیں اور جب بندہ اپنی عبادات میں صادق ہو کر اپنے نفس کا تزکیہ کرتا ہے اور قلب کو پاک کر لیتا ہے تو اسے اللہ تعالیٰ کی معرفت اور وصال نصیب ہوتا ہے-اولیاء اللہ کا بھی یہی فریضہ ہے کہ وہ لوگوں کے لئے اللہ تعالیٰ کے قرب ووصال کا ذریعہ بنیں-سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (قدس سرہ العزیز) نے بھی یہی دعوت دی ہے کہ:

طالب بیا طالب بیا طالب بیا تا رسانم روز اول با خدا

’’تو طالب بن کر آ! سلطان باھو پہلے روز ہی تجھے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں پہنچادے گا‘‘-

یاد رکھیں! ہماری عبادات کا مقصد صرف جنت کی طلب اور صرف جہنم سے خلاصی ہی نہیں ہونا چاہئے بلکہ عبادات کا مقصد اللہ تعالیٰ کی رضا، اس کا قرب ووصال اور معرفت بھی ہونی چاہئے-

ڈیرہ غازی خان: | 23-12-2022 | گرینڈ مارکی ہال

صدارت: عکسِ سلطان الفقر حضرت حاجی محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

اللہ تعالیٰ نے بنی آدم کو کرامت اور خلافت کا تاج پہنایا ہے-یہی وجہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز اس کے لئے بنائی ہے مگر انسان کو فقط اپنے لئے پیدا فرمایا-ارشاد باری تعالیٰ ہے:

’’هُوَ الَّذِیْ خَلَقَ لَکُمْ مَّا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا ثُمَّ اسْتَوٰٓی اِلَی السَّمَآءِ فَسَوّٰهُنَّ سَبْعَ سَمٰوٰتٍ ط وَهُوَ بِکُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ‘‘[4]

’’وہی (اللہ) ہے جس نے تمہارے لئے بنایا جو کچھ زمین میں ہے پھر آسمان کی طرف استواء (قصد) فرمایا تو ٹھیک سات آسمان بنائے وہ سب کچھ جانتا ہے‘‘-

[3](الذاریات:56)

[4](البقرہ:29)

بزبانِ شاعر:

جانور پیدا کئے ہیں تیری وفا کے واسطے	چاند سورج اور ستاروں کو ضیا کے واسطے
کھیتیاں سرسبز ہیں تیری غذا کے واسطے	یہ جہاں تیرے لئے ہے اور تُو خُدا کے واسطے

بہاولپور: 24-12-2022

صدارت: عکسِ سلطان الفقر حضرت حاجی محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ لَا یُغَیِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتّٰی یُغَیِّرُوۡا مَا بِاَنۡفُسِهِمۡ ؕ"[5]

"بیشک اللہ کسی قوم کی حالت کو نہیں بدلتا یہاں تک کہ وہ لوگ اپنے آپ میں خود تبدیلی پیدا کر ڈالیں"۔

بزبانِ ظفر علی خان:

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی	نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

آج ہماری انفرادی اور اجتماعی پستی کی وجہ یہی ہے کہ ہمیں صرف قیل و قال میں پھنسا کر حال سے بے خبر کر دیا ہے- انسان کا رابطہ اس کے دل سے سانسوں کے ساتھ جڑا ہے اور سانسیں اس کی بارگاہ کے حکم سے چل رہی ہیں- پس ان سانسوں کو اللہ کی یاد میں لگانے کی ضرورت ہے- جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھو قدس اللہ سرہ فرماتے ہیں:

ھو اللہ وچ ہو مستانہ ھو ھو سدا الائیں ھو	نال تصور اسم اللہ دے اس دم نوں قید لگائیں ھو

بہاولنگر 25-12-2022

صدارت: عکسِ سلطان الفقر حضرت حاجی محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَفِیۡۤ اَنۡفُسِکُمۡ ؕ اَفَلَا تُبۡصِرُوۡنَ"[6] اور خود تمہارے نفوس میں (بھی ہیں)، سو کیا تم دیکھتے نہیں ہو

اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو اپنے باطن میں جھانکنے اور غور و فکر کرنے کی تلقین کی ہے- یہ قرآن فقط ہمارے پچھلوں کے لئے نہیں ہے بلکہ یہ قیامت تک آنے والے ہر انسان کے لئے راہِ ہدایت ہے- حدیثِ مبارکہ ہے کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"إِنَّ اللهَ لَا يَنْظُرُ إِلَى صُوَرِكُمْ وَأَمْوَالِكُمْ، وَلَكِنْ يَنْظُرُ إِلَى قُلُوبِكُمْ وَأَعْمَالِكُمْ"[7]

"اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اور تمہارے مالوں کو نہیں دیکھتا، لیکن تمہارے دلوں اور تمہارے اعمال کو دیکھتا ہے"۔

[5] (الرعد:11)　[6] (الذاریات:21)　[7] (صحیح مسلم، کتاب الاخلاق)

پاکپتن: 26-12-2022

صدارت: عکس سلطان الفقرؒ حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

اللہ تبارک و تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ لِیَبۡلُوَکُمۡ اَیُّکُمۡ اَحۡسَنُ عَمَلًا ؕ[8]

’’جس نے موت اور زندگی کو (اِس لئے) پیدا فرمایا کہ وہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون احسن عمل کرے‘‘۔

احسن عمل کیا ہے؟ احسن عمل اللہ تعالیٰ اور اس کے محبوب پاک (ﷺ) کی کامل اتباع ہے۔

حضور نبی کریم (ﷺ) داعی بن کر آئے اور آپ (ﷺ) کی سنتِ عظیم دعوتِ الی اللہ دینا ہے۔ غفلت میں ڈوبے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلانا ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’فَفِرُّوۡۤا اِلَی اللّٰہِ‘‘[9] ’’پس دوڑو اللہ کی طرف‘‘۔

آج ضرورت ہے کہ دنیا و مافیہا کی محبت اور لذاتِ نفس سے پاک ہو کر خالصتاً اپنے دلوں کو اللہ کی محبت کیلئے وقف کیا جائے۔ اَللّٰہُ بس ماسویٰ اللہ ہوس

اوکاڑہ: 27-12-2022

صدارت: عکس سلطان الفقرؒ حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

جب اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم (علیہ السلام) کے جسم کو بنالیا تو فرشتوں کو حکم دیا:

’’فَاِذَا سَوَّیۡتُہٗ وَ نَفَخۡتُ فِیۡہِ مِنۡ رُّوۡحِیۡ فَقَعُوۡا لَہٗ سٰجِدِیۡنَ‘‘[10]

’’تو جب میں اسے ٹھیک کرلوں اور میں اپنی طرف کی خاص معزز روح اس میں پھونک دوں تو اس کے لیے سجدے میں گر جانا‘‘۔

روح اصل انسان ہے۔ روح، گاڑی کے انجن کی مثل ہے، اگر گاڑی میں انجن ہی نہ ہو تو وہ بے کار ہے، بس ایک کھوکھلا بُت ہے۔ روح کی ہی وجہ سے انسان کو تمام مخلوقات پہ شرف عطا کیا گیا ہے۔ روح جب بیدار ہو جائے تو وہ اپنے اصل کی طرف رجوع کرتی ہے۔ روح کا مکان عالمِ ناسوت نہیں بلکہ عالمِ لاہوت ہے اور اس کی خوراک اللہ تعالیٰ کا ذکر ہے۔

[8] (الملک:2) [9] (الذاریات:50) [10] (الحجر:29)

ساہیوال: | 28-12-2022 | جناح ہال (آرٹ کونسل)

صدارت: عکس سلطان الفقرؒ حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا‘‘[11]

’’اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی جان سے اس کا جوڑا بنایا‘‘-

آج جو بھی ’’یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ‘‘ (اے لوگو!) پڑھے تو اس کا کامل یقین ہونا چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ اس سے مخاطب ہے- اللہ اور بندے کی گفتگو بذریعہ قرآن ہو رہی ہے- لیکن آج ہم نے قرآن کو چھوڑ دیا ہے-

قرآن نے اس حالتِ زار کو بیان فرمایا:

’’وَقَالَ الرَّسُوْلُ یٰرَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا‘‘[12]

’’اور رسول کہے گا اے میرے رب بے شک میری قوم نے اس قرآن کو نظر انداز کر رکھا تھا‘‘-

اگر ہم اپنی بقاء اور کامیابی چاہتے ہیں تو ہمیں قرآن سے اپنا رشتہ استوار کرنا ہو گا تاکہ ہم انفرادی اور اجتماعی دونوں سطح پر کامیاب ہو سکیں-

ٹوبہ ٹیک سنگھ: | 30-12-2022 | دارالعلوم غوثیہ عزیزیہ انوار حق باھوؒ

صدارت: عکس سلطان الفقرؒ حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (ﷺ) کے متعلق ارشاد فرمایا:

’’یٰٓاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَاَنْزَلْنَآ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا‘‘[13]

’’اے لوگو! بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا‘‘-

[11](النساء:1) [12](فرقان:30) [13](النساء:174)

حضور پاک (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے کُل عالمین کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے- شجر، حجر سب حضور نبی کریم (ﷺ) کی رحمت سے مستفیض ہوتے ہیں- آقا کریم (ﷺ) نے خود حضرت جابر (رضی اللہ عنہ) سے فرمایا کہ اے جابر! اللہ تعالیٰ نے ہر چیز سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا- گویا آقا کریم (ﷺ) تخلیق کے لحاظ سے اول اور بعثت کے لحاظ سے آخر ہیں- آپ (ﷺ) کی ذاتِ اقدس اللہ تعالیٰ کی ذات پاک تک رسائی کا ذریعہ ہے اور اولیاء کاملین نے آپ (ﷺ) کی ذات اقدس تک پہنچنے کا طریقہ شریعت مطہرہ کی پابندی اور اسم اللہ ذات کے تصور اور ذکر کو فرمایا ہے-

فیصل آباد: 31-12-2022 پہاڑی والی گراؤنڈ

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (ﷺ) کے قلبِ اطہر میں قبلہ کی تبدیلی کے حوالے سے ارادہ کے آنے پہ قرآن کی آیت نازل فرما دی:

”قَدْ نَرٰی تَقَلُّبَ وَجْهِكَ فِی السَّمَآءِ ۚ فَلَنُوَلِّیَنَّكَ قِبْلَةً تَرْضٰىهَا ۠ فَوَلِّ وَجْهَكَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ ؕ وَ حَیْثُ مَا كُنْتُمْ فَوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ شَطْرَهٗ ؕ وَ اِنَّ الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ لَیَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ؕ وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا یَعْمَلُوْنَ“[14]

”ہم تمہارے چہرے کا آسمان کی طرف بار بار اٹھنا دیکھ رہے ہیں تو ضرور ہم تمہیں اس قبلہ کی طرف پھیر دیں گے جس میں تمہاری خوشی ہے تو ابھی اپنا چہرہ مسجد حرام کی طرف پھیر دو اور اے مسلمانو! تم جہاں کہیں ہو اپنا منہ اسی کی طرف کرلو اور بیشک وہ لوگ جنہیں کتاب عطا کی گئی ہے وہ ضرور جانتے کہ یہ تبدیلی ان کے رب کی طرف سے حق ہے اور اللہ ان کے اعمال سے بے خبر نہیں“-

علامہ نظام الدین حسن بن محمد بن حسین النیساپوری (المتوفی: 728ھ) اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب پاک (ﷺ) سے مخاطب ہوتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے:

”وَ قِبْلَةُ الْأَنْبِيَآءِ الَّذِيْنَ قَبْلَكَ بَيْتُ الْمُقَدَّسِ، وَقِبْلَتُكَ أَنْتَ الْكَعْبَةُ، بَلْ قِبْلَةُ جَسَدِكَ هِيَ، وَقِبْلَةُ رُوْحِكَ أَنَا، وَقِبْلَتِيْ أَنْتَ“

”اے محبوب (ﷺ) آپ سے قبل انبیاء کا قبلہ بیت المقدس ہے، آپ کا قبلہ کعبہ ہے بلکہ یہ آپ کے جسم کا قبلہ ہے اور آپ کی روح کا قبلہ میری ذات ہے اور میرا قبلہ (توجہ کا مرکز) آپ ہیں“-

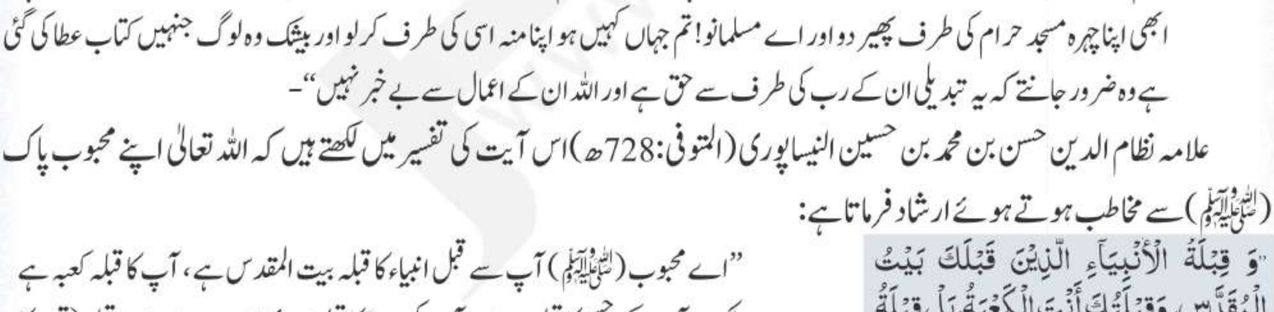

[14] (البقرۃ:144)

یعنی حضور نبی کریم (ﷺ) نے نہ دعا فرمائی، نہ بار گاہِ الٰہی میں سوال کیا، بلکہ فقط دل میں ارادہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب پاک (ﷺ) کے ارادے کے مطابق قبلہ تبدیل فرمادیا- اس لئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم (ﷺ) کی رضا چاہتا ہے- جیسا کہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان قادری (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:

چاہتے ہیں دو عالم خدا کی رضا کو خدا چاہتا ہے رضائے محمد (ﷺ)

چنیوٹ: 03-01-2023 ہاکی اسٹیڈیم

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

سورہ الفاتحہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ نے ہمیں ایک دُعا سکھائی ہے:

”اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ○ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ۙ○ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ“[15]

”ہم کو سیدھا راستہ چلا- راستہ ان کا جن پر تو نے احسان کیا، نہ ان کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا“-

قرآن کی رو سے ہمیں اُن اہلِ بصیرت لوگوں کی راہ پہ چلنا چاہئے جنہیں ہدایت کی روشنی نصیب ہے- مزید بر آں ہم اپنی فکر کو بروئے کار لاتے ہوئے یہ سمجھ سکتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے وجہ نہیں بنایا بلکہ انسان کی شخصیت کئی جہتیں رکھتی ہے- انسان کی عقل، اس کے ظاہر اور باطن کو مختلف حسیات عطا کی گئیں ہیں- انسان اپنے ظاہری حواسِ خمسہ سے علم اور فکر کا ادراک کرتا ہے- لیکن اگر وہ فقط خود کو ظاہر تک محدود رکھے تو بقول امام غزالی (رحمۃ اللہ علیہ):

”جب تک انسان اپنی ظاہری حِسیات پہ اِنحصار کرتا رہتا ہے اور ان سے آگے نہیں بڑھتا تب تک یہ روح حیوانی سے ترقی کرکے اپنی روح انسانی میں داخل نہیں ہو سکتا کیونکہ جانور بھی انسان کی طرح حواسِ خمسہ رکھتے ہیں- وہ بھی دیکھتے ہیں، سنتے ہیں، سونگھتے ہیں، کھاتے ہیں اور چھو سکتے ہیں- لیکن اگر انسان اپنے باطن کی آنکھ کو روشن کرلے تو وہ ظاہری آنکھوں کی بینائی کا محتاج نہیں رہتا“-

یہی وجہ ہے کہ اولیاء اللہ کی قوت بصارت ظاہری پردوں کی محتاج نہیں ہوتی- لہٰذا ہمیں بھی اپنے اندر وہ چشمِ بصیرت پیدا کرنی ہے جس سے ہم رخِ مصطفےٰ (ﷺ) کی زیارت کے لائق ہو سکیں- اس کے لئے جو طریقہ اولیاء اللہ بتاتے ہیں وہ یہی ہے کہ جب بندہ پاکی، پلیدی، حلال وحرام، خیر وشر اور حق وباطل میں فرق جان کر شریعتِ مطہرہ پر عمل پیرا ہو جاتا ہے تو اس کے لئے ضروری ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ کے ذکر کو اختیار کرلے- اصلاحی جماعت کی یہی دعوت ہے کہ اسم اَللہُ کے ذکر سے اپنے سینے کو روشن کریں اور اپنے ظاہر وباطن کو سنوار کر ادب، اخلاق اور محبت کے پیکر بن جائیں-

سیالکوٹ: 04-01-2023 ہاکی اسٹیڈیم

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اس گردشِ لیل ونہار میں اگر ہم رب تعالیٰ کی رحمتوں کا بغور جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ رب تعالیٰ نے ہمیں اپنی سب سے بڑی نعمت یعنی پیارے حبیب مکرم (ﷺ) کو اس تمام کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا ہے- جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

[15](الفاتحہ:5-7)

"وَمَآ اَرۡسَلۡنٰكَ اِلَّا رَحۡمَةً لِّلۡعٰلَمِيۡنَ"[16] "اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے"-

گویا آقا کریم (ﷺ) کے صدقے اس جہاں میں رب تعالیٰ کی رحمتوں کے خزانے نازل ہو رہے ہیں- اس لئے اب یہ ہم پہ منحصر ہے کہ ہم وحشت کا بازار گرم کریں، قتل و غارت کریں، ظلم و جبر پھیلائیں یا پھر رحمت اللعالمین کی غلامی کا دم بھرنے والے رحمت کی زندگی کا پیکر بن جائیں- رسول اللہ (ﷺ) نے فرمایا:

"اَلرَّاحِمُوْنَ يَرْحَمُهُمُ الرَّحْمٰنُ، اِرْحَمُوْا مَنْ فِي الْأَرْضِ يَرْحَمْكُمْ مَنْ فِي السَّمَاءِ"[17] "رحم کرنے والوں پر رحمن بھی رحم فرماتا ہے، تم زمین والوں پر رحم کرو آسمان والا (یعنی اللہ تعالیٰ) تم پر رحم فرمائے گا"-

یاد رکھیں! اللہ تعالیٰ رحم کرنے والے کو صبر کا وصف بھی عطا فرما دیتا ہے- آج ہمارے اندر جو عدم برداشت ہے اس کے باعث ہونے والے حادثات کے نتیجے میں انسانی جانوں کا ضیاع ہوتا ہے، لوگوں کو تکلیف اور مصائب کا سامنا کرنا پڑتا ہے لیکن جس وجود میں رحم ہوتا ہے اس میں صبر بھی ہوتا ہے-

بدین: 08-01-2023 جم خانہ ڈی سی چوک

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ "اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین" جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: علامہ محمد حنیف سومرو سروری قادری (صدر اصلاحی جماعت، ضلع بدین)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بارہا مقامات پہ ذکر کرنے کی تلقین فرمائی ہے- ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"يٰۤاَيُّهَا الَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اذۡكُرُوا اللّٰهَ ذِكۡرًا كَثِيۡرًا"[18]

"اے ایمان والو! تم اللہ کا کثرت سے ذکر کیا کرو"-

اللہ تعالیٰ نے اہلِ ایمان کی ایک نشانی یہ بھی بیان فرمائی ہے کہ وہ اللہ ذکر کرتے ہیں- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اَلَّذِيۡنَ اٰمَنُوۡا وَتَطۡمَئِنُّ قُلُوۡبُهُمۡ بِذِكۡرِ اللّٰهِ ؕ اَلَا بِذِكۡرِ اللّٰهِ تَطۡمَئِنُّ الۡقُلُوۡبُ"[19] "جو لوگ ایمان لائے اور ان کے دل اللہ کے ذکر سے مطمئن ہوتے ہیں، جان لو کہ اللہ ہی کے ذکر سے دلوں کو اطمینان نصیب ہوتا ہے"-

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے اسی قلبی ذکر کے متعلق فرمایا:

الف: اَللہ چنّبے دِی بُوٹی میرے مَن وِچ مُرشد لَائی ھو
نفی اَثبات دَا پَانی مِلیس ہَر رَگے ہَر جَائی ھو
اَندر بُوٹی مُشک مَچایا جَاں پھُلّاں تے آئی ھو
جِیوے مُرشد کَامل باھُوؒ جَیں ناں بُوٹی لَائی ھو

اصلاحی جماعت کی یہی دعوت ہے کہ شریعت مطہرہ کی پابندی کے ساتھ ساتھ اسم اللہ ذات کا ذکر اور تصور کر کے مقصدِ حیات کو حاصل کریں-

[16](الانبیاء:107) [17](سنن ترمذی، أَبْوَابُ البِرِّ وَالصِّلَةِ) [18](الاحزاب:41) [19](الرعد:128)

ایبٹ آباد: 09-01-2023 کامرس کالج گراؤنڈ

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَ الْحِجَارَةُ“[20]

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں“-

ہماری ذمہ داری صرف اپنے اعمال کی اصلاح نہیں ہے بلکہ اپنے اہلِ خانہ کی نگہداشت بھی ہم پہ از روئے قرآن لازم ہے- متفق علیہ حدیث مبارکہ ہے کہ:

”حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) بیان فرماتے ہیں کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم (ﷺ) کی بارگاہِ اقدس میں عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ) قیامت کب ہو گی؟ تو حضور نبی رحمت (ﷺ) نماز کیلیے کھڑے ہوئے- پس جب آپ (ﷺ) نے نماز ادا فرمالی- تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: قیامت کے بارے میں سوال کرنے والا کہاں ہے؟ تو اس شخص نے عرض کی: میں حاضر ہوں یارسول اللہ (ﷺ)! آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: تم نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے؟ اس نے عرض کی: یارسول اللہ (ﷺ)! میں نے اس کے لئے زیادہ نمازیں اور روزے تو تیار نہیں کیے لیکن میں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) سے محبت کرتا ہوں- تو رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے وہ محبت کرتا ہے اور تم اسی کے ساتھ رہو گے جس کے ساتھ تم محبت کرتے ہو- (راوی فرماتے ہیں) کہ میں نے مسلمانوں کو اسلام کے بعد اتنا زیادہ خوش نہیں دیکھا جتنا اس حدیث مبارک (کے سننے سے) خوش دیکھا“-[21]

گویا صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) اپنی عافیت و عاقبت محبتِ رسول (ﷺ) کو سمجھتے تھے- یہی وجہ تھی کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے اپنی اولادوں کو بھی محبت و عشقِ مصطفٰے (ﷺ) کا درس دیا- جب بھی کسی صحابی کے ہاں اولاد کی پیدائش ہوتی وہ حضور نبی کریم (ﷺ) کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ (ﷺ) کے دستِ شفقت سے انہیں گُھٹی نصیب ہوتی- حضرت اسماء بنت ابوبکر (رضی اللہ عنہا) فرماتی ہیں کہ:

”جب حضرت عبد اللہ بن زبیر کی ولادت ہوئی تو مَیں ان کو لے کر حضور نبی کریم (ﷺ) کے پاس آئی میں نے ان کو آپ (ﷺ) کی گود میں رکھا- آپ (ﷺ) نے ایک کھجور منگوا کر اس کو چبایا پھر وہ کھجور ان کے منہ میں ڈال دی- اس طرح حضرت عبد اللہ بن زبیر کے پیٹ میں جو چیز سب سے پہلے پہنچی وہ حضور نبی کریم (ﷺ) کا لعاب دہن تھا پھر آپ (ﷺ) نے انہیں چبائی ہوئی کھجور کی گھٹی دی پھر ان کے حق میں دعائے خیر کی اور ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی، وہ زمانہ اسلام میں سب سے پہلے مولود تھے (یعنی سب سے پہلے بچے تھے)“-[22]

صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کے ہاں بچوں کی تربیت کا یہ باقاعدہ رواج تھا کہ جب بچہ اپنے شعور کو پہنچتا، تو وہ انہیں درِ مصطفٰے (ﷺ) کی راہ دکھلاتے اور حضور نبی کریم (ﷺ) کی محبت و عظمت کے قصے سناتے تھے تاکہ بچوں میں عشقِ مصطفٰے (ﷺ) پیدا ہو جائے-

[20] (التحریم:6)

[21] (صحیح بخاری و مسلم)

[22] (صحیح بخاری، کِتَابُ المَنَاقِب)

ہری پور: 10-01-2023 اختر نواز خان سٹیڈیم، کھلابٹ ٹاؤن شپ

صدارت وخطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

اللہ تعالیٰ کی طلب اور اس ذات سے عشق، کائنات کی ہر چیز سے افضل ہے- کیونکہ یہی آخرت میں کامیابی کی کنجی ہے- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’قُلْ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ‘‘[23]

’’تم فرماؤ بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لئے ہے، جو رب ہے سارے جہان کا‘‘-

جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنی ربوبیت کو متعارف کروایا وہیں اپنے محبوب مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی رحمت کو بھی عالمگیریت اور آفاقیت کے ساتھ متعارف کروایا ہے- یہ حقیقت ہے کہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات گرامی سے جب تک انسان عقلاً، قلباً، فکراً اور نظراً اپنے آپ کو جوڑ نہیں لیتا تب تک اسے توحید کا ادراک بھی نصیب نہیں ہو سکتا-

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے رسالہ ’’مجالسۃ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)‘‘ میں آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مجلس پاک میں حاضری کا طریقہ بیان کیا ہے- اس کو سمجھنے کے لئے بنیادی طور پہ دو باتیں ہیں:

1) بندہ نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے چہرہ انور کا دیدار کر لے-

2) بندہ کو نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مجلس کی دائمی حضوری مل جائے-

راہِ تصوف میں فنافی اللہ اور بقاء باللہ انتہائی مراحل ہیں- حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے نزدیک مقامِ فناء حاصل کرنے کا مطلب دیدارِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نصیب ہونا ہے اور مقامِ بقاء حاصل ہونے کا مطلب مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی دائمی حضوری نصیب ہونا ہے-

[23] (الانعام:162)

صاحبزادہ صاحب نے مزید فرمایا کہ اولیاء اللہ کے ہاں تعلق بالرسول (ﷺ) کا معیار بہت بلند ہے- یہی وجہ ہے کہ اولیاء عام خلق سے بلند ہوتے ہیں- جس کی ترجمانی اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی (رحمۃ اللہ علیہ) نے یوں فرمائی ہے:

خَلق سے اولیا، اولیا سے رُسُل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی (ﷺ)

اس لئے ہم پر لازم ہے کہ اپنے دل، دماغ، سوچ، تصور، خیال اور ہر ایک چیز کو حضور نبی کریم (ﷺ) کی ذات اقدس سے وابستہ کر لیں-

اٹک: 11-01-2023

صدارت: عکس سلطان الفقرؒ حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

حاجی صاحب نے خطاب کرتے ہوئے اولیائے کاملین کی تعلیمات کو اجاگر کیا، ان کا کہنا تھا کہ انسان کو ہر حال میں اپنی زندگی کے تخلیقی مقصد کو سامنے رکھتے ہوئے ملک و قوم کی خدمت میں لگے رہنا چاہیے کیونکہ تمام انبیاء (علیہم السلام) و اولیاء اللہ (رحمۃ اللہ علیہم) خدمت خلق کرتے رہے اور اپنے ادوار میں معاشرے کی اصلاح کے لئے اپنا کردار ادا کرتے رہے- یہ تب ہی ممکن ہے جب ہر انسان حضور نبی کریم (ﷺ) کے بتائے ہوئے طریقے پر چلتے ہوئے باعمل مسلمان بنے- آج کے اس مادہ پرستی کے دور میں اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین اسی مشن کو لے کر ملک کے طول و عرض میں اولیائے کاملین کے پر امن پیغام کو پہنچا رہی ہے-

حافظ آباد: 12-01-2023

صدارت: عکس سلطان الفقرؒ حضرت حاجی سلطان محمد بہادر عزیز صاحب

خطاب: الحاج محمد نواز القادری

”دورِ حاضر میں زوال سے نکلنے کا واحد راستہ قرآن و سُنّت پر عمل ہے- جیسا کہ قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

”هُدًى لِّلنَّاسِ“[24] ”(قرآن) پوری انسانیت کے لئے ہدایت کا ذریعہ ہے“-

مزید حدیث پاک میں رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ“[25] ”تم میں سے بہتر وہ ہے جو خود قرآن سیکھے اور سکھائے“-

قرآن پاک کو سیکھنے کے لئے سب سے اہم تین درجے یہ ہیں:

1- قرآن پاک کو پڑھنا 2- قرآن پاک کے معانی جاننا 3- قرآن پاک کے مفہوم و مطالب کو سمجھنا

---

[24](العمران:4)

[25](صحیح بخاری، کتاب فضائل القرآن)

اس کے بعد قرآن کریم پر عمل ہے جس کو ہم نے ترک کر دیا اور زوال پذیر ہو گئے- اس لئے ہم قرآن و حدیث پر عمل کر کے ہی اپنے ظاہر و باطن کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں- جیسا کہ علامہ اقبال فرماتے ہیں:

گر تو می خواہی مسلمان زیستن ۔۔۔ نیست ممکن جز بقرآن زیستن

”اگر تو مسلمان بن کر زندہ رہنا چاہتا ہے تو ایسی زندگی قرآن پاک کے بغیر ممکن نہیں“-

گوجرانوالہ ۔ 13-01-2023 ۔ میونسپل اسٹیڈیم

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

ادب صاحبِ ایمان کی نشانی ہوتی ہے- امام قرطبی فرماتے ہیں کہ وہ جادوگر جو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے مقابلے میں آئے، انہوں نے آپ (علیہ السلام) سے ادب سے بات کی جس کو رب تعالیٰ یوں ارشاد فرماتا ہے:

”قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِمَّآ اَنْ تُلْقِیَ وَ اِمَّآ اَنْ نَّکُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِیْنَ“[26]

”ان جادوگروں نے کہا: اے موسیٰ! یا تو (اپنی چیز) آپ ڈال دیں یا ہم ہی (پہلے) ڈالنے والے ہو جائیں“-

یعنی ان جادوگروں کو حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کا ادب کرنے پر رب تعالیٰ نے انہیں ایمان کی دولت سے سرفراز فرمایا- یہی ادب اگر بارگاہِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کیلئے کیا جائے تو رب تعالیٰ ادب کرنے والوں کو اہل تقویٰ میں شمار کرتا ہے- اس ادب کے باعث ہی ایمان وجود میں آتا ہے اور میرے بھائیو اور بزرگو، ادبِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہی تقویٰ کا ذریعہ ہے- جیسا کہ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اِنَّ الَّذِیْنَ یَغُضُّوْنَ اَصْوَاتَہُمْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ امْتَحَنَ اللّٰہُ قُلُوْبَہُمْ لِلتَّقْوٰی ؕ لَہُمْ مَّغْفِرَۃٌ وَّ اَجْرٌ عَظِیْمٌ“[27]

”بیشک جو لوگ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی بارگاہ میں (ادب و نیاز کے باعث) اپنی آوازوں کو پست رکھتے ہیں، یہی وہ لوگ ہیں جن کے دلوں کو اللہ نے تقویٰ کے لئے چن کر خالص کر لیا ہے- ان ہی کے لئے بخشش ہے اور اجرِ عظیم ہے“-

صاحبزادہ صاحب نے مزید فرمایا آج 20 جمادی الثانی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء (رضی اللہ عنہا) کی ولادت کا دن ہے- اِمام طبرانی، اِمام احمد بن حنبل اور امام حاکم (رحمۃ اللہ علیہم) حدیث مبارکہ نقل کرتے ہیں کہ حضرت علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كَانَ يَوْمُ الْقِيَامَةِ نَادٰى مُنَادٍ مِّنْ وَّرَاءِ الْحِجَابِ: يَا أَهْلَ الْجَمْعِ، غُضُّوْا أَبْصَارَكُمْ عَنْ فَاطِمَةَ بِنْتِ مُحَمَّدٍ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) حَتّٰى تَمُرَّ[28]

”قیامت کے دن ایک منادی حجاب کے پیچھے سے ندا دے گا: اے اہل محشر! اپنی نگاہیں (ادب سے) جھکا لو تاکہ فاطمہ بنت محمد (باپردہ) گزریں“-

[26](الاعراف:115) [27](الحجرات:3) [28](المعجم الکبیر / فضائل الصحابۃ / المستدرك على الصحيحين)

اہل محشر کو نگاہیں نیچے کرنے کا حکم ہونا یہ فقط آپ (رضی اللہ عنہا) ہی کا خاصہ ہے- آپ (رضی اللہ عنہا) وہ عظیم الشان ہستی ہیں کہ جن کیلئے خود رسول خدا (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کھڑے ہو جاتے اور اپنی جگہ پر بٹھاتے- الغرض! انہی پاک وطیب ہستیوں سے نسبت و محبت کامیابی کی ضمانت ہے-

شیخوپورہ: 14-01-2023 کرکٹ اسٹیڈیم

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت وعالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

پوری دنیا میں اہلِ علم و فکر کے نزدیک تین سوال سب سے زیادہ اہم رہے ہیں:

1- عالَم کیا ہے؟ 2- آدم کیا ہے؟ 3- حق کیا ہے؟

یہ وہ بنیادی سوالات تھے جنہیں اہلِ فلسفہ و اہلِ طبعیات نے اپنی فکر کا مرکز بنایا- اسلام کے اکابرین نے بھی ان سوالات کے جوابات صفاتِ الٰہی سے دیئے ہیں- امام الائمہ سیدنا امام ابو منصور ماتریدی (رحمۃ اللہ علیہ) اور آپ کی جماعت کے دیگر لوگوں نے بھی اِس پہ غور و فکر فرمایا- اُنہوں نے جس صفت پہ اسرار کیا وہ صفت اَلعِلم ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے علم سے اِس کائنات کو پیدا فرمایا- شیخ اکبر محی الدین امام ابن العربی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ اللہ نے اس کائنات کو اپنی صفتِ رحمت سے پیدا فرمایا ہے- آگ کا بڑا گولا جو سورج کی شکل میں موجود ہے اگر وہ اس دنیا کو جلا کر راکھ نہیں کر دیتا تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی صفتِ رحمت کی علامت ہے- اس کائنات کے ہر ذرے ذرے میں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی سمائی ہے- حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر ”اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ“ کہ ہم نے آج دین کو مکمل کر دیا تک شعور کا سفر مکمل ہو گیا- اب کوئی نبی یا وحی کا نزول نہیں ہو گا- اللہ کی رحمت جو اس کائنات میں بسی ہے اور انسان اپنے شعور سے اس کائنات کی تسخیر کر رہا ہے یہ سب محبوبِ خدا رحمۃ للعالمین ہی کی برکت کی وجہ سے ہے-

ہم لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ پڑھنے والے ہیں اور محمدِ مصطفٰے (ﷺ) کے اُمتی ہیں- آپ (ﷺ) کے امتی ہونے کی وجہ سے ہم پہ فرض ہے کہ ہم بھی سراپا رحمت ہو جائیں- تمام اولیاء اللہ اور بالخصوص سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کا یہی پیغام ہے کہ اطاعتِ مصطفٰے (ﷺ) کر کے رحمتِ مصطفٰے (ﷺ) کو حاصل کیا جائے اور دلوں سے دشمنیوں، عداوتوں اور نفرتوں کو ختم کر کے دلوں کو محبت و خلوص سے لبریز کیا جائے- تشدد ترک کر کے اعتدال و احترام اور خُلقِ مومنانہ اختیار کیا جائے-

لاہور: 15-01-2023 منہاج کرکٹ گراؤنڈ، ٹاؤن شپ

صدارت: سرپرستِ اعلیٰ ”اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین“ جانشین سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب

خطاب: مرکزی جنرل سیکریٹری اصلاحی جماعت، صاحبزادہ سلطان احمد علی صاحب

عصرِ حاضر میں ہمارے زوال کی وجہ یہی ہے کہ ہمارے دل عشقِ مصطفٰے (ﷺ) سے خالی ہیں اور مثلِ یثرب ہیں- کیونکہ جب تک آقا کریم (ﷺ) مدینہ منورہ تشریف نہیں لائے تھے تو اس وقت وہ یثرب کہلاتا تھا یعنی بیماریوں اور آزمائشوں کا گڑھ- اسی طرح جب دل میں عشقِ مصطفٰے (ﷺ) جاگزین ہو جائے گا تو دل بھی مدینہ بن جائے گا- قرآن مجید کی بھی یہی دعوت ہے کہ امن پانے کے لئے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کے محب بن جاؤ- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ تُعَزِّرُوْہُ وَ تُوَقِّرُوْہُ ط وَتُسَبِّحُوْہُ بُكْرَةً وَّ اَصِیْلًا“[29]

”تا کہ اے لوگو تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور رسول کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اللہ کی پاکی بولو“-

اس آیت کریمہ میں صدق اور خلوص سے رسول اللہ (ﷺ) کی اتباع کرنے کا حکم ہے کیونکہ آپ (ﷺ) اتباع کے ذریعے ہی بندہ مقام محبوبیت پہ پہنچ سکتا ہے-

اس لئے عرفاء و اولیاء کی تعلیمات کے مطابق ہم پر لازم ہے کہ اپنے سینے میں محبت و ادبِ مصطفٰے (ﷺ) پیدا کریں- جس طرح نماز سیکھنے کے لئے کسی عالم کے پاس جایا جاتا ہے، اسی طرح حضور نبی کریم (ﷺ) کا ادب سیکھنے کے لئے اہلِ ادب (اولیاء اللہ) کے پاس جایا جائے- جنہوں نے سینہ بہ سینہ اس تربیت کو حاصل کیا، جو صحابہ کرام اور اہل بیت اطہار (رضی اللہ عنہم)، تابعین و تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کا شعار تھا- اسلام کے دامن میں اتنی وسعت ہے کہ جس بھی خطے پر جا کے لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ کی دعوت دی گئی تو اسے مقبولیت ملی کیونکہ یہ تعلیم روح اور فطرت کی تعلیم ہے- یہ تعلیم ہم سے تقاضا کرتی ہے کہ جب بھی حضور نبی کریم (ﷺ) کا اسم پاک آئے تو ہمارے وجود ادب کا مسکن بن جائیں حتی کہ ہماری سانسیں بھی مؤدب ہو جائیں اور یہی ادب و عشقِ مصطفٰے (ﷺ) ہماری اولادوں کی تربیت میں شامل ہونا چاہئے- (جاری ہے)

[29] (الفتح:9)

سفرِ معراج النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)

فکری خطاب: صاحبزادہ سُلطان احمد علی

سیکرٹری جنرل :اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین

خانوادۂ سُلطان العارفین حضرت سُلطان باھُو قدس اللّٰہ سرّہٗ

(میلادِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) وعرس مبارک شہبازِ عارفاں حضرت سلطان محمد عبد العزیزؒ، دربار عالیہ حضرت سلطان باھوؒ 13 اپریل 2018ء)

13 اپریل کا دن دو وجوہات کی بناء پر انتہائی بابرکت اور مبارک ہے کیونکہ آج کے دن شہبازِ عارفاں حضرت سلطان محمد عبد العزیز (رحمۃ اللہ علیہ) کا وصال مبارک ہوا اور آج ہی کے دن مرشد کریم سلطان الفقر بانیٔ اصلاحی جماعت حضرت سلطان محمد اصغر علی (رحمۃ اللہ علیہ) کی قائم کردہ تحریک کا سالانہ عالمی اجتماع ہوتا ہے- جس میں دنیا بھر سے لوگ ذوق و شوق سے شریک ہوتے ہیں- آج کا دن اسلامی تاریخ کے مطابق 26 رجب ہے اور رات 27 رجّب کی ہو گی جسے عرفِ عام میں معراجِ شریف کی رات کہا جاتا ہے- کیونکہ اس رات خاتم النبیین محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) زمین سے سفر فرما کر اپنے پروردگار کی بارگاہ میں صدرۃ المنتہٰی سے آگے اپنی معراج کے لئے تشریف لے گئے- بقول علامہ محمد اقبالؒ:

> رہِ یک گام ہے ہمّت کے لیے عرشِ بریں
> کہہ رہی ہے یہ مسلمان سے معراج کی رات

عصر حاضر میں بے شمار دھندلاہٹ اور غفلت سے بھرپور خیالات پھیل رہے ہیں جس کے باعث عالمِ اسلام اضطراب اور بے یقینی کا شکار ہے- اس لئے ہم پہ لازم ہے کہ قرآن کریم و سنت مبارکہ کی روشنی میں اپنی بنیادوں کا جائزہ لیں اور اپنے عقائد کی مضبوط عمارت قائم کریں-

قرآن کریم و سنت مبارکہ کی روشنی میں آج ہم سفر معراج سے اپنے عقائد کے بنیادی اور لطیف نتائج اخذ کریں گے- کیونکہ تقریباً ساڑھے چودہ صدیاں گزرنے کے بعد آج بھی جب رب المرجب کی ستائیسویں شب آتی ہے تو خاتم النبیین (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے دیوانے جوش و جذبے سے بھرپور اس رات کا پر تپاک استقبال کر کے برکاتِ معراجِ النبی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو امت کے دلوں میں جاگزین کرتے ہیں- یہ خوشی اس لئے ہے کہ آج کی شب خالقِ کائنات نے کُل عالمِ انسانیت میں سے ہمارے آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو یہ عظمت و فضیلت عطا فرمائی کہ وہ اپنے رب کی بارگاہ میں روبرو حاضر ہو کر ملاقات فرمائیں-

آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی عظمت و فضیلت کی خوشی منانے کا جواز کیا ہے؟

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”اِنَّ عِدَّةَ الشُّهُوْرِ عِنْدَ اللّٰهِ اثْنَا عَشَرَ شَهْرًا فِيْ كِتٰبِ اللّٰهِ يَوْمَ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ مِنْهَآ اَرْبَعَةٌ حُرُمٌ ؕ ذٰلِكَ الدِّيْنُ الْقَيِّمُ ۙ فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ “[1]

”بیشک مہینوں کی گنتی اللہ کے نزدیک بارہ مہینے ہیں، اللہ کی کتاب میں- جب سے اس نے آسمان وزمین بنائے ان میں سے چار مہینے (رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم) حرمت والے ہیں- یہ سیدھا دین ہے تو ان مہینوں میں اپنی جان پر ظلم نہ کرو“-

امام بغوی (رحمۃ اللہ علیہ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”مہینوں میں سے چار حرمت والے ہیں اور وہ رجب، ذوالقعدہ، ذوالحجہ اور محرم ہیں“-[2]

---

[1](التوبہ:36)

[2](تفسیر بغوی، زیر آیت، التوبہ:36)

یعنی اِن مہینوں میں خود کو فتنہ و فساد اور رب کریم کی نافرمانیوں میں مبتلا کر کے ان مہینوں کے تقدّس کو پامال نہ کرنا۔

حضرت ابی بکرہ (رضی اللہ عنہ) حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے روایت بیان فرماتے ہیں کہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"بے شک زمانہ گھوم کر اپنی اصل حالت پر آ گیا ہے، جیسے اس وقت تھا جب اللہ تعالیٰ نے آسمانوں اور زمینوں کو پیدا فرمایا تھا، سال کے بارہ مہینے تھے، چار مہینے حرمت والے تھے- تین مہینے پے در پے ہیں، ذوالقعدہ، ذوالحجہ، محرم اور رجب"-[3]

یعنی وقت اور مہینے تو سارے اللہ تعالیٰ نے بنائے ہیں لیکن ان میں سے چار مہینوں کو شرف اور بزرگی کے لحاظ سے مختص اور متعین فرمادیا- چونکہ وہ مالک حقیقی ہے اس لئے وہ جس کو چاہے شرف و فضیلت عطا فرمادے-

امام ابو حاتم (رحمۃ اللہ علیہ) اسی آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

حضرت عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم (رضی اللہ عنہم) اللہ پاک کے اس فرمان مبارک "فَلَا تَظْلِمُوْا فِيْهِنَّ اَنْفُسَكُمْ" کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

"ظلم: اللہ پاک کی نافرمانیوں کے عمل اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کو ترک کرنے کا نام ہے"-[4]

معاصی اور ترکِ اطاعت تو ہر جگہ، ہر وقت، ہر لمحہ اور ہر حال میں ہی منع ہے، تو پھر ان چار مہینوں کو مختص کیوں کیا جا رہا ہے؟

امام ابو حیان اندلسی (رحمۃ اللہ علیہ) اس کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں:

حضرت قتادہ اور فراء (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ:

"(گناہوں سے رکنے) کو چار حرمت والے مہینوں کی طرف لوٹایا گیا ہے اور ان میں مظالم سے روکا گیا ہے ان مہینوں کو عزت بخشنے کیلئے اور ان (مہینوں کی) تعظیم و تکریم کیلئے خصوصیت کے ساتھ ذکر کیا گیا ہے- حالانکہ ہر دور میں ظلم سے منع کیا گیا ہے"-

امام ابن جریر ابو جعفر الطبری (رحمۃ اللہ علیہ) اسی آیت کے تحت حضرت عبد اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"تمام مہینوں میں گناہ کرنے کے بعد ان میں سے چار مہینوں کو خاص کیا گیا ہے اور ان کو حرمت والا بنایا ہے اور ان کو حرمت والا بنا کر تعظیم عطا فرمائی ہے اور ان میں گناہ کرنے کو بڑا گناہ قرار دیا ہے اور ان میں عملِ صالح کی طرف رغبت اور بڑے اجر کی بشارت دی ہے"-

گویا اللہ تعالیٰ وقت کے جس حصے کو مختص فرما دیتا ہے اُن مخصوص اوقات کی خاصیت و نوعیت ہی بدل جاتی ہے، جس طرح 12 مہینوں میں سے یہ چار مہینے خصوصی اہمیت کے حامل ہیں اسی طرح اِن چار مہینوں میں سے بعض ایام بھی خصوصی اہمیت رکھتے ہیں - جس طرح قرآن مجید میں "سُورۃ القدر" میں ارشاد باری تعالیٰ فرمایا:

"اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ o وَمَآ اَدْرٰكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ o لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ o تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَ الرُّوْحُ فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ o سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ"

"بے شک ہم نے اسے (قرآن) شب قدر میں اتارا- اور تم نے کیا جانا کیا شب قدر- شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر- اس میں فرشتے اور جبریل اترتے ہیں، اپنے رب کے حکم سے ہر کام کیلئے- وہ سلامتی ہے صبح چمکنے تک"-

یعنی شبِ قدر فضیلت و برکت اور اجر و ثواب کے اعتبار سے ہزار مہینوں سے افضل ہے کیونکہ اس رات فرشتے اور روحِ الامین اپنے رب کے حکم سے خیر و برکت کے ہر عمل کے ساتھ اترتے ہیں-

[3](صحیح البخاری، کتاب التفسیر)

[4](تفسیر ابن أبی حاتم، زیر آیت، التوبہ:36)

دن اور راتیں تو سب اللہ تعالیٰ نے بنائی ہیں لیکن انوار، برکات اور مبارک واقعات کی مناسبت سے عزت و تکریم عطا کرنے کی تلقین خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں عطا فرمائی ہے۔

اوقات کی تخصیص کو سمجھنا لازم ہے۔ سارا دن نماز کی حالت میں رہیں لیکن فرض نماز خاص وقت میں ادا کرنا زیادہ افضل ہے، سارا سال بیت اللہ کا طواف کریں لیکن حج صرف مخصوص دنوں میں ہو سکتا ہے۔ اس لئے دنوں کو بعض فضلیتوں کے ساتھ مخصوص کر دینا کوئی غیر شرعی عمل نہیں ہے بلکہ برکت کے حصول کے لئے وقت کو متعین کیا جاتا ہے۔ مثلاً سارا سال ظلم نہ کریں، لیکن ان چار مہینوں میں ظلم نہ کرنا زیادہ افضل ہے، سارا سال روزے رکھیں لیکن رمضان کے روزے رکھنا زیادہ افضل ہے، جس وقت چاہیں نیکی کریں لیکن کسی خاص دن کی مناسبت سے نیکی کرنا زیادہ افضل ہے۔ سارا سال میلاد منائیں لیکن بارہ ربیع الاول کے دن میلاد منانا زیادہ افضل ہے کیونکہ وہ دن آقا کریم (ﷺ) کی ولادت کے ساتھ مخصوص ہے۔

حضرت ابو وائل (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

”حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) لوگوں کو ہر جمعرات کے دن نصیحت فرماتے تھے۔ تو ایک شخص نے کہا: اے ابو عبد الرحمٰن! مَیں چاہتا ہوں کہ آپ ہر روز نصیحت کیا کریں۔ آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

”لیکن مجھے جو چیز اس سے باز رکھتی ہے وہ یہ ہے کہ میں تمہیں ملال اور اکتاہٹ میں مبتلا کرنے کو ناپسند کرتا ہوں اور میں نصیحت کرنے میں تمہاری اس طرح حفاظت اور رعایت کرتا ہوں جس طرح نبی پاک (ﷺ) اکتاہٹ اور ملال کے خدشہ سے ہماری حفاظت اور رعایت فرمایا کرتے تھے“۔

اب درس، ذکر، وعظ و نصیحت کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں ہے جب چاہیں جہاں چاہیں محفل قائم کی جا سکتی ہے لیکن حضرت عبد اللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کے مقرر کرنے کی وجہ یہ تھی کہ جمعرات یومِ برکت ہے۔

دنوں کی تخصیص دو طرح سے ہے: ایک تعیین شرعی اور دوسرا تعیین عرفی۔

تعیین شرعی: وہ دن ہے جس کو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) نے متعین کیا ہو۔ جیسے نمازِ جمعہ، رمضان اور حج کے ایام وغیرہ۔

تعیین عرفی: وہ دن ہے جس کو خیر و برکت کے حصول اور نیکی کے فروغ کے لئے مخصوص کر دیا جائے۔ جیسے حضرت عبد اللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کا لوگوں کو وعظ و نصیحت کے لیے جمعرات کا دن مقرر کرنا، یہ ایامِ عرفی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ وعظ و نصیحت کا کام دوسرے ایام میں جائز نہیں بلکہ حضرت عبد اللہ ابن مسعود (رضی اللہ عنہ) کا جمعرات کا دن مقرر کرنا لوگوں کی سہولت کیلئے تھا۔

اسی طرح سوئم، چالیسواں، برسی، محفلِ میلاد یا سیدنا شیخ غوث الاعظم (قدس اللہ سرّہٗ) کو ایصالِ ثواب کرنے کے لیے جیسے گیارھویں شریف یا نفلی صدقہ اور خیرات کیلئے مسلمانوں کا اپنی سہولت کے لیے دن مقرر کرنا، اسی طرح نکاح یا دعوتِ ولیمہ یا ختمِ بخاری یا دستارِ فضیلت کے لیے تاریخ مقرر کرنا یہ تعیینِ عرفی ہے، اور یہ جائز ہے اور یہ عملِ صحابہ سے ثابت ہے۔ اس کا یہ مطلب قطعاً نہیں ہے کہ یہ کام دوسری تاریخوں میں جائز نہیں ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ معراج النبی (ﷺ) رجب المرجب میں پورے جوش و خروش کے ساتھ منائی جاتی ہے کیونکہ یہ اس دن کے ساتھ خاص ہے۔ رجب کی فضیلت کے متعلق حدیث پاک ہے کہ:

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) بیان فرماتی ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

”إِنَّ رَجَبَ شَهْرُ اللهِ“[5]

”بے شک رجب اللہ پاک کا مہینہ ہے“۔

حضرت انس (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

[5](شعب الإيمان، كتاب الصيام)

"رَجَبٌ شَهْرُ اللّٰهِ تَعَالٰى، وَشَعْبَانُ شَهْرِىْ، وَ رَمَضَانُ شَهْرُ أُمَّتِىْ"[6]

"بے شک رجب اللہ پاک کا مہینہ ہے اور شعبان میرا مہینہ ہے اور رمضان میری امت کا مہینہ ہے"۔

امام احمد بن حنبل اور امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہما) روایت کرتے ہیں:

"حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ جب رجب کا مہینہ داخل ہوتا تو رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ارشاد فرماتے:

"اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَبٍ وَ شَعْبَانَ وَ بَلِّغْنَا رَمَضَانَ"[7]

"اے اللہ ہمارے لیے رجب اور شعبان میں برکت عطا فرما اور ہمیں رمضان تک پہنچا"۔

یعنی رب کریم ہمیں اتنی مہلت دے کہ ہم رمضان کو اپنی صحت و سلامتی میں پائیں تاکہ عباداتِ رمضان، تلاوتِ قرآن، نوافل و سجدہ و خیرات کی کثرت سے ہم تیرا مزید قرب پا سکیں۔اس لیے آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) رجب کیلئے بطورِ خاص دعا فرماتے اور اسی ماہِ رجب کی ستائیسویں شب کو اللہ تعالیٰ نے آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنی بارگاہ کی معراج عطا فرمائی۔

سوال یہ ہے کہ اگر معراج کا مقصد اللہ تعالیٰ کی بارگاہ مُبارک کی حاضری مقصود تھی تو کیا مکۃ المکرمہ میں اللہ تعالیٰ کی ذات نہیں تھی؟ وہ تو شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے تو پھر ایک سمت کو متعین کر کے اس کی جانب جانا چہ معنی دارد؟

جبکہ خود اس ذات کا فرمان ہے کہ:

"وَلِلّٰهِ الْمَشْرِقُ وَالْمَغْرِبُ فَأَيْنَمَا تُوَلُّوْا فَثَمَّ وَجْهُ اللّٰهِ"[8]

"اور مشرق و مغرب سب اللہ ہی کا ہے تو تم جدھر منہ کرو ادھر وجہ اللہ (خدا کی رحمت تمہاری طرف متوجہ) ہے"۔

تو پھر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا ایک متعین سمت کی طرف اس ذات کی ملاقات کیلئے تشریف لے جانا اس میں کیا حکمت ہے؟

سفرِ معراج دو حصوں پر مشتمل ہے:

1. زمینی سفر (مکۃ المکرمہ سے بیت المقدس تک)
2. آسمانی سفر

آسمانی سفر کے دو حصے ہیں:

I. مسجد اقصیٰ سے سدرۃ المنتہیٰ تک
II. سدرۃ المنتہیٰ سے بارگاہِ ربِ العلیٰ تک

صحیح بخاری میں ہے کہ حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"میرے گھر کی چھت کو کھولا گیا اس حال میں کہ میں مکہ میں تھا پس حضرت جبرئیل (علیہ السلام) آئے، اور میرا سینے کو کھولا پھر اس کو آبِ زمزم سے غسل دیا پھر حضرت جبرائیل (علیہ السلام) سونے کا ایک طشت لائے جو حکمت و ایمان سے بھرا ہوا تھا۔ پس اس نے اس کو میرے سینے میں انڈیل دیا، پھر حضرت جبرائیل (علیہ السلام) نے سینے کو بند کر دیا"۔[9]

شرحِ صدر کے بعد آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کہ جبرئیل براق لائے، مَیں براق پہ سوار ہوا اور ہم مسجدِ حرام سے مسجد اقصیٰ کی جانب چل پڑے۔ جیسے قرآن یوں بیان کرتا ہے:

"سُبْحٰنَ الَّذِيْٓ اَسْرٰى بِعَبْدِهٖ لَيْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَا الَّذِيْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِيَهٗ مِنْ اٰيٰتِنَا ۭ اِنَّهٗ هُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ"[10]

"پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جس کے گردا گرد ہم نے

---

[6](مُسندالفردوس)
[7](مسنداحمد/شعب الایمان)
[8](البقرۃ:115)
[9](صحیح البخاری، کِتَابُ احادیث الانبیاء) (صحیح مسلم، کتاب الایمان)
[10](الاسراء:1)

برکت رکھی کہ ہم اسے اپنی عظیم نشانیاں دکھائیں بیشک وہ سنتا دیکھتا ہے"۔

یعنی مسجدِ اقصیٰ اور مسجدِ حرام کے گردونواح کو اللہ تعالیٰ نے برکت عطا فرمائی ہے۔

ذہن نشین رہے! کہ اگر ایک نکتہ سمجھ میں آجائے تو بہت سی الجھنیں دور ہو جاتی ہیں۔ اس لئے آقا کریم (ﷺ) کے واقعہ معراج میں نکتہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"پاکی ہے اسے جو راتوں رات اپنے بندے کو لے گیا مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک"۔

یعنی اس واقعہ سے پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی پاکی کو اور ہر عیب سے پاک ہونے کو بیان کیا۔ حالانکہ رب کریم براہِ راست بھی حکم فرما سکتا تھا کہ "مَیں لے کہ گیا اپنے بندے کو" یا وہ جس طرح چاہتا کلام کرتا۔ مگر واقعہ کے بیان سے قبل اللہ تعالیٰ نے نکتہ فرمایا کہ مَیں ہر عیب سے پاک ہوں۔

امام حاکم "المستدرک" میں بیان کرتے ہیں کہ:

"حضرت طلحہ بن عبید اللہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ (ﷺ) کی بارگاہِ اقدس میں "سبحان اللہ" کی تفسیر کے بارے میں عرض کیا، تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "اللہ پاک کا ہر عیب سے پاک ہونا مراد ہے"۔[11]

"سُبْحٰنَ" کے کلمہ سے یہ دعویٰ کیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر عیب و نقص، کمزوری اور بے بسی سے پاک ہے، اس کے لیے دلیل کی ضرورت تھی، کیونکہ کوئی دعویٰ دلیل کے بغیر قابلِ قبول نہیں ہوا کرتا، بطورِ دلیل ارشاد فرمایا: "الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ" کیونکہ اللہ تعالیٰ وہ ہے، جس نے اپنے محبوب بندے (ﷺ) کو رات کے تھوڑے سے حصہ میں اتنا طویل سفر طے کرایا اور اپنی قدرت کی بڑی بڑی نشانیاں اور آیات بینات دکھائیں۔

جو ذات اتنے طویل سفر کو اتنے قلیل وقت میں طے کرا سکتی ہے، واقعی اس کی قدرت بے پایاں، اس کی عظمت بیکراں ہے اور اس کی کبریائی کو کمزوری اور بے بسی نہیں۔ تو جس واقعہ کو اللہ تعالیٰ نے اپنی سبحانیت کی دلیل کے طور پر ذکر فرمایا ہے، وہ کوئی معمولی واقعہ نہیں ہو سکتا بلکہ کوئی اہم، عظیم الشان اور محیر العقول واقعہ ہو گا۔ اس لیے معراجِ جسمانی کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کی قدرت اور سبوحیت کی ایک قرآنی دلیل کو منہدم کرنا ہے۔

علامہ سعد الدین التفتازانی الشافعی (المتوفی: 793ھ) لکھتے ہیں:

"تحقیق نبی پاک (ﷺ) کی معراج کتاب و سنت اور اجماعِ امت سے ثابت ہے۔ مگر یہ کہ اس بات میں اختلاف ہے کہ (کیا معراج مبارک) حالت نیند میں ہوئی یا بیداری کے عالم میں اور صرف روح کے ساتھ یا جسم کے ساتھ اور صرف مسجد اقصیٰ تک یا آسمان تک (ان باتوں میں اختلاف ہے)"۔

یہ سب بیان کرنے کے بعد علامہ تفتازانی فیصلہ کن انداز میں عقیدہ اُمت بیان فرماتے ہیں:

اور حق بات یہ ہے کہ آپ (ﷺ) نے مسجد اقصیٰ تک بیداری کے عالم میں اپنے جسم مبارک کے ساتھ سفر فرمایا اور اس پر قرآن مجید کی شہادت اور دوسری صدی اور اس کے بعد کے علماء کا اجماع ہے۔ اور اس کے بعد آسمان تک کا سفر آحادیثِ مشہورہ سے ثابت ہے اور منکر بدعتی ہے۔[12]

امام ابن ابی العز الحنفی الدمشقی (المتوفی: 792ھ) لکھتے ہیں:

آپ (ﷺ) نے اسراء عالم بیداری میں اپنے جسمِ اقدس کے ساتھ فرمایا اور اس بات پر استدلال اللہ پاک کا فرمان مبارک ہے:

{سُبْحٰنَ الَّذِیْٓ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَی الْمَسْجِدِ الْاَقْصَی}

"اور عبد جسم اور روح کے مجموعہ سے عبارت ہے۔ جس طرح انسان جسم اور روح کے مجموعے کا نام ہے اور یہ مطلق طور پر معروف ہے اور یہ صحیح ہے۔ پس اسراء اس

[11] (المستدرك على الصحيحين، كِتَابُ الدُّعَاءِ)

[12] (شرح المقاصد في علم الكلام)

مجموعہ کا نام ہے اور یہ عقلاً ممتنع بھی نہیں ہے اور اگر (بفرضِ محال) بشر کا اوپر چڑھنا محال ہوتا تو فرشتوں کا نزول بھی بعید از قیاس ہوتا اور ایسی بات (معاذ اللہ) انکارِ نبوت کی طرف لے جاتی ہے اور وہ کفر ہے"۔[13]

یعنی اگر رب کے حکم سے ایک فرشتے کی نورانیت آسمان سے زمین پہ اترنے میں رکاوٹ نہیں ہے تو رب کے حکم سے نبی کی بشریت بھی آسمان پہ جانے پہ رکاوٹ نہیں ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ"

"(اے حبیب مکرم (ﷺ)!) اور ہم نے تو (شبِ معراج کے) اس نظّارہ کو جو ہم نے آپ کو دکھایا لوگوں کیلئے صرف ایک آزمائش بنایا ہے"۔

یعنی اس واقعہ کو آزمائش کے ساتھ ساتھ ایمان کا منہج بنا دیا۔ یہی وجہ ہے کہ جس نے جھٹلایا وہ ابو جہل بن گیا اور جس نے مانا وہ صدیق اکبر بن گیا۔

ابو الحسین ابن ابی یعلی (المتوفی: 526ھ) "وَمَا جَعَلْنَا الرُّءْيَا الَّتِيْٓ اَرَيْنٰكَ اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" کے تحت لکھتے ہیں:

"وَهِيَ رُؤْيَا يَقْظَةٍ لَا مَنَامٌ"[14]

"اور یہ رؤیا بیداری کے عالم میں تھا عالم نیند میں نہ تھا"۔

ابو محمد عبد اللہ بن مسلم بن قتیبہ الدینوری (المتوفی: 276ھ) اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"یعنی آپ (ﷺ) کو اسریٰ کی رات دکھایا گیا۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں کہ اس کے ذریعے لوگوں کی آزمائش کی گئی تو انہوں نے کہا یہ کیسے ممکن ہے کہ آپ (ﷺ) ایک رات میں بیت المقدس تشریف لے جائیں اور پھر آپ (ﷺ) واپس تشریف لے آئیں؟ تو انہوں نے انکار کیا اور اللہ پاک نے ایک قوم کی بصیرت میں اضافہ فرمایا ان میں سے ایک حضرت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) ہیں اور اسی (تصدیق) کی وجہ سے آپ (رضی اللہ عنہ) کو صدیق کے اسم مبارک سے موسوم کیا گیا"۔[15]

امام جلال الدین السیوطی (المتوفی: 911ھ) لکھتے ہیں:

"اللہ پاک کے اس فرمان مبارک سے استدلال کیا گیا ہے جس نے کہا کہ "اسراء" (معراج) عالم نیند میں ہوئی کیونکہ رؤیا نیند کے عالم میں ہوتی ہے اور رؤیا عالمِ بیداری میں بھی ہوتی ہے۔ تو اللہ پاک کے اس فرمان مبارک سے رد فرمایا: "اِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ"، "اور عالمِ خواب میں رؤیت سے نہ اس سے کسی کی آزمائش ہوتی ہے اور نہ کسی کی تکذیب کی جاتی ہے"۔[16]

یعنی اگر واقعۂ معراج عالمِ نیند کی بات ہوتی تو اللہ تعالیٰ یہ نہ فرماتا کہ ہم نے اس واقعہ کو صاف لوگوں کے لئے آزمائش بنایا ہے کیونکہ عالمِ خواب پہ کسی کی آزمائش اور تکذیب ممکن ہی نہیں ہے۔ پس معلوم ہوا کہ واقعۂ معراج آقا کریم (ﷺ) کے عالمِ بیداری میں پیش آیا ہے۔

معروف شارحِ بخاری امام ابن بطال القرطبی البکری (المتوفی: 449ھ) لکھتے ہیں:

"حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) نے اللہ پاک کے اس قول مبارک "وَمَا جَعَلْنَا الرُّؤْيَا الَّتِيْ أَرَيْنَاكَ إِلَّا فِتْنَةً لِّلنَّاسِ" کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کہ:

"یہ ظاہری مبارک آنکھوں سے رؤیت ہے جو رسول اللہ (ﷺ) کو اس رات کرائی گئی جس رات آپ (ﷺ) بیت المقدس تشریف لے گئے اور یہ عالمِ نیند میں رؤیت نہ تھی"۔[17]

امام ابو اللیث السمرقندی (المتوفی: 373ھ) لکھتے ہیں:

حضرت عکرمہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ:

"أَمَا إِنَّهَا رُؤْيَا عَيْنٍ يَقْظَةً لَيْسَتْ بِرُؤْيَا مَنَامٍ"[18]

[13] (شرح العقيدة الطحاوية)
[14] (الاعتقاد)
[15] (غريب القرآن)
[16] (الإكليل في استنباط التنزيل)
[17] (شرح صحيح البخاري لابن بطال)
[18] (بحر العلوم)

"جہاں تک کہ رؤیت کا تعلق ہے یہ آپ (ﷺ) کو ظاہری مبارک آنکھوں سے ہوئی نہ کہ نیند کی حالت میں"۔

امام طبری (المتوفی:310ھ) اسی آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"اور ہم نے جو آپ (ﷺ) کو دیدار کرایا جس رات ہم آپ (ﷺ) کو رات کے وقت مکہ سے بیت المقدس تک لے گئے-(یہ نہ تھا) مگر لوگوں کیلیے آزمائش-یہ ان لوگوں کیلیے ایک آزمائش تھی جو اسلام سے پھر گئے جب ان کو آپ (ﷺ) کی اس رؤیت کے بارے میں بتایا گیا جس کا آپ (ﷺ) نے مشاہدہ فرمایا اور اہل مکہ میں سے مشرکین کیلئے آزمائش اس طرح کہ رسول اللہ (ﷺ) سے جو سننے کی وجہ سے ان کی سرکشی اور کفر میں مزید اضافہ ہو گیا"۔

علماء و آئمہ دین بیان کرتے ہیں کہ بنیادی طور پر یہ اللہ کی طرف سے آزمائش تھی کہ کون کون اللہ تعالیٰ کی صفت سبحان اور مصطفےٰ کریم (ﷺ) کی عظمت و رفعت پر یقین رکھتا ہے اور کون کون اس حقیقت کا انکار کرتا ہے-

امام جلال الدین سیوطی "إِلَّا فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ" کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

"{إِلَّا فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ} اہل مکہ کے لیے آزمائش اس طرح بنا کہ جب ان کو اس واقعہ کی خبر ملی تو انہوں نے اس کی تکذیب کی اور ان میں سے بعض ارتداد کا شکار ہو گئے"۔[19]

امام خازن لکھتے ہیں:

"اور جب آپ (ﷺ) نے لوگوں سے اس بات کا ذکر فرمایا تو ان میں سے بعض نے انکار کر دیا اور جھٹلا دیا-پس یہ لوگوں کے لیے آزمائش تھی اور (اس کے برعکس) مخلص لوگوں کے ایمان میں اضافہ ہو گیا"۔[20]

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے ہی روایت ہے کہ:

"اگر آپ (ﷺ) کو روح کے ساتھ بغیر جسم کی معراج ہوتی اور یہ رات کا سفر عالمِ خواب میں ہوتا تو قریش آپ (ﷺ) کے قول مبارک میں سے اس کی تکذیب نہ کرتے-کیونکہ وہ مطلق رؤیا کا انکار نہیں کرتے تھے-اور نہ ہی وہ اس چیز کا انکار کرتے جو سال کی مسافت تک خواب میں دیکھا جاتا"۔

شارحِ بخاری امام بدر الدین عینی الحنفی (المتوفی:855ھ) لکھتے ہیں:

"إِلَّا فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ" اور رؤیا میں ان کیلئے یہ آزمائش تھی کہ ایک جماعت ارتداد کا شکار ہو گئی اور انہوں نے کہا کہ حضور پاک (ﷺ) کس طرح ایک رات میں بیت المقدس تک تشریف لے گئے"۔[21]

یعنی اگر یہ خواب کا واقعہ ہوتا تو انہیں تسلیم کرنے میں تردد نہ ہوتا-

ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

مسند امام احمد بن حنبل میں حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) سے روایت ہے آپ (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ:

"ایک عظیم الشان چیز حضور نبی کریم (ﷺ) کو عالمِ بیداری میں اپنی ظاہری مبارک آنکھوں سے دکھائی گئی اور کیونکہ قریش نے اس کا انکار کر دیا اور اسلام لانے والوں میں سے ایک جماعت پھر گئی جب اس کو انہوں نے جمع کیا اور یہ انکار اس وقت ہوتا ہے جب یہ رؤیت عالمِ بیداری میں ہو"۔[22]

ان تمام متکلمین، محدثین اور مفسرین کی عبارات کے خلاصہ کے طور پر قاضی محمد بن عبد اللہ ابو بکر بن العربی المالکی (المتوفی:543ھ) فرماتے ہیں:

حضرت عبد اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) سے اللہ پاک کے اس فرمان مبارک "وَمَا جَعَلۡنَا الرُّءۡيَا الَّتِيۡۤ اَرَيۡنٰكَ اِلَّا فِتۡنَةً لِّلنَّاسِ" کے بارے میں ایک قول نقل کیا گیا ہے:

"یعنی اگر معراج عالمِ خواب کا واقعہ ہوتا تو کوئی اس سے فتنہ میں مبتلا نہ ہوتا اور کوئی اس کا انکار نہ کرتا-کیونکہ

[19](تفسیر الجلالین) [20](تفسیر خازن) [21](عمدة القاري شرح صحيح البخاری) [22](مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح)

اگر کوئی شخص اپنے آپ کو خواب میں دیکھے کہ وہ آسمانوں کو چیرتا ہوا اوپر جارہا ہے یہاں تک کہ وہ کرسی پر جاکر بیٹھ گیا اور اللہ پاک نے اس سے کلام فرمایا تو اس خواب کو کبھی مستبعد اور خلافِ عقل قرار دے کر اس کا انکار نہیں کیا جاتا"۔[23]

گویا قرآن کریم، احادیث مبارکہ اور دیگر تمام مفسرین و محدثین کی روایات سے یہ ثابت ہوا کہ رب ذو الجلال نے آقا کریم (ﷺ) کے جسدِ اقدس کو عالمِ بیداری میں اپنی معراج عطا فرمائی کیونکہ اگر واقعۂ معراج عالمِ خواب کا قصہ ہوتا تو کبھی بھی مشرکین کے لئے آزمائش نہ بنتا۔

امام مسلم اور متعدد آئمہ کرام نے اس حدیث پاک کو روایت کیا ہے کہ:

حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"مَرَرْتُ عَلٰى مُوْسٰى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِيْ عِنْدَ الْكَثِيْبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّيْ فِيْ قَبْرِهٖ"[24]

"جس رات مجھے معراج کروائی گئی میرا حضرت موسیٰ (علیہ السلام) پر کثیب احمر کے پاس گزر ہوا اس وقت وہ اپنی قبر میں کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے"۔

اس روایت سے دو مسئلے معلوم ہوئے:

1- فراستِ مصطفےٰ کریم (ﷺ)

یعنی آقا کریم (ﷺ) کی نگاہ مبارک کے سامنے کوئی چیز حجاب نہیں ہے۔

2- حیات انبیاء (علیہم السلام) بعد از موت

امام بیہقی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں:

"حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

اَلْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِيْ قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ

"انبیاء کرام (علیہم السلام) اپنی قبور میں حیات ہیں اور نماز پڑھتے ہیں"۔

امام ہیثمی، "مجمع الزوائد"، میں اس روایت کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"رَوَاهُ أَبُوْ يَعْلٰى وَالْبَزَّارُ، وَرِجَالُ أَبِيْ يَعْلٰى ثِقَاتٌ"

"اس کو ابو یعلی اور بزاز (رحمۃ اللہ علیہما) نے روایت کیا ہے اور ابو یعلی کے راوی ثقہ ہیں"۔

فلسفۂ حیات النبی (ﷺ):

حیات النبی (ﷺ) کے مسئلہ کو سمجھنے کیلئے ایک بنیادی بات کا سمجھنا از حد ضروری ہے؛ اور وہ یہ کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے حضور نبی کریم (ﷺ) کے نور مبارک کو تخلیق فرمایا۔ حدیث مبارکہ ہے:

"پس تحقیق حضرت عبد الرزاق (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنی سند کے ساتھ حضرت جابر بن عبد اللہ (رضی اللہ عنہما) سے روایت کیا ہے کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) میرے ماں باپ آپ (ﷺ) پر قربان ہوں، مجھے اس چیز کے بارے میں خبر دیجئے، جس کو اللہ پاک نے ہر شئے سے قبل پیدا فرمایا ہے؟ تو رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: "اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ پھر اللہ پاک نے اس نور کو جہاں چاہا وہاں تک لے گیا اور اُس وقت نہ لوح تھی نہ قلم نہ جنت تھی نہ دوزخ اور نہ ملک، نہ آسمان تھا اور نہ زمین، نہ سورج تھا نہ چاند اور نہ جن و انس تھے"۔[25]

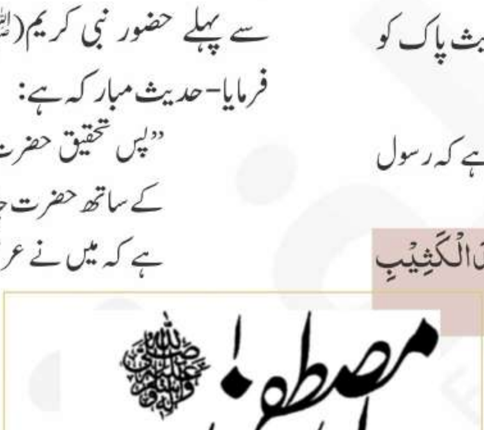

امام جلال الدین سیوطی اور ملا علی قاری (رحمۃ اللہ علیہما) نے نقل کیا ہے:

[23](احکام القرآن لابن عربی)
[24](صحیح مسلم، کتاب الفضائل)
(سنن النسائی، کتاب قیام اللیل)
(مُصنف عبد الرزاق، کتاب الجنائز)
(مصنف ابن أبي شيبة، کتاب المغازي)
(صحیح ابن حبان، کتاب الإسراء)
(مسند احمد)
(المعجم الكبير للطبرانی)
[المعجم الأوسط للطبرانی)
(مُسند أبي يعلى الموصلی)
[25](المواهب اللدنية / شرح الزرقاني على المواهب اللدنية/السيرة الحلبية/ الفتاوى الحديثية)

حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:

"أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ نُوْرِیْ"[26]

"سب سے پہلے اللہ پاک نے میرے نور کو پیدا فرمایا"-

علامہ انور شاہ کشمیری اسی حدیث پاک کو نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے فرمان مبارک (أَوَّلُ مَا خَلَقَ اللهُ إلخ)اور بعض روایات میں ہے کہ "تمام مخلوقات میں سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نبی پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نور (کو پیدا فرمایا)"-اس روایت کو امام قسطلانی (رحمۃ اللہ علیہ) نے امام حاکم (رحمۃ اللہ علیہ) کے طریق کے ساتھ مواہب میں ذکر فرمایاہے اور نور کی حدیث کو باب کی حدیث پر ترجیح دی ہے"-[27]

ان تمام روایات سے یہ واضح ہوا کہ ہر شئے سے قبل حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے نور مبارک کو تخلیق فرمایا گیا اس کے بعد مخلوق کو پیدا فرمایا گیا- گویا کہ اللہ تعالیٰ اور مخلوق کے درمیان واسطہ حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی ذات کا ہے-

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ:

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو وحی فرمائی اے عیسیٰ! حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لے آؤ اور اپنی امت کو حکم دو کہ وہ آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) پر ایمان لے آئیں- کیونکہ اگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں آدم (علیہ السلام) کو پیدا نہ فرماتا اور اگر حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو میں جنت اور دوزخ کو نہ پیدا فرماتا"-[28]

شیر خدا سیدنا علی المرتضیٰ (رضی اللہ عنہ) نے رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) سے اور رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اللہ تعالیٰ سے روایت بیان فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

"يَا مُحَمَّدُ وَعِزَّتِيْ وَجَلَالِيْ لَوْلَاكَ مَا خَلَقْتُ أَرْضِيْ وَلَا سَمَائِيْ"[29]

"اے محمد (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)! مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم! اگر آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نہ ہوتے تو اپنی زمین و آسمان کو پیدا نہ فرماتا"-

یعنی اس کائنات کی تمام مخلوقات آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے واسطے سے ظہور میں آئیں-

شاہ عبدالحق دہلوی (رحمۃ اللہ علیہ) "مدارج النبوۃ" میں لکھتے ہیں:

"بدانکہ اول مخلوقات و واسطہ صدور کائنات و واسطہ خلق عالم و آدم، نور محمد است"

جان لو کہ پہلی مخلوق، کائنات کے ظہور کا واسطہ اور تمام عالم اور حضرت آدم (علیہ السلام) کے پیدا کرنے کا سبب نورِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ہے-

مولانا جلال الدین رومی (رحمۃ اللہ علیہ) "مثنوی" میں ایک مثال دیتے ہیں کہ:

اگر دیوار کے ایک طرف سورج ہو تو سایہ دیوار کی دوسری طرف ہو گا- اب دیوار کا سایہ ہر ایک کو نظر آرہا ہے، سایہ کا وجود نظر آرہا ہے اور لوگ سائے کے گھٹنے اور بڑھنے سے بھی واقف ہیں- لیکن معلوم یہ کرنا ہے کہ سائے کا وجود کس کی وجہ سے قائم ہے- اگر دیوار کو ہٹا دیا جائے تو کیا سایہ اپنا وجود قائم رکھ سکے گا؟ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ سایہ اپنا وجود قائم رکھنے میں دیوار کا محتاج ہے گویا سائے کے "ہست" یا "نابود" ہونے کا انحصار دیوار پر ہے دوسرے لفظوں میں سائے کی موت وحیات کا انحصار دیوار پر ہے-

صوفیاء کرام فرماتے ہیں کہ یہ کائنات سایہ کی مثل اور یہ سایہ حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی وجہ سے قائم ہے- گویا کہ تمام مخلوق اپنا وجود قائم رکھنے میں آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی محتاج ہے- حضور نبی کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنا وجود قائم رکھنے میں مخلوق کے محتاج نہیں ہیں- ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

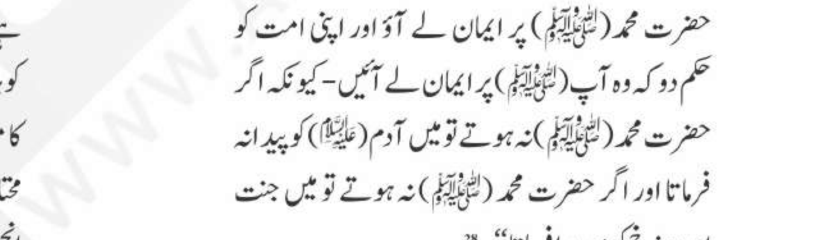

[26](قوت المغتذي على جامع الترمذي أبواب القدر)
(مرقاة شرح مشكاة، بَابُ الْإِيمَانِ بِالْقَدَرِ)
(شرح الشفا)

[27](اَلْعُرْفُ الشَّذِيُّ شرح سنن الترمذي، باب ما جاء في الرضا بالقضاء)

[28](الحاوي للفتاوي / فتاوى الرملي / الفتاوى الحديثية)
(المستدرك على الصحيحين، كِتَابُ تَوَارِيخِ الْمُتَقَدِّمِينَ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ)

[29](سبل الهدى والرشاد / الفتاوى الحديثية/السيرة الحلبية)

"الَّذِي خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ"[30]

"جس نے موت اور زندگی کو پیدا فرمایا"-

گویا موت بھی مخلوق ہے اور زندگی بھی مخلوق ہے-یعنی اللہ تعالیٰ نے آقا کریم (ﷺ) کو زندگی اور موت کی تخلیق سے بھی قبل پیدا فرمایا- لہٰذا آقا کریم (ﷺ) اپنی زندگی کے لیے حیاتِ دنیا کی احتیاج نہیں رکھتے بلکہ ہر مخلوق اپنا وجود رکھنے میں نورِ مصطفےٰ (ﷺ) کی محتاج ہے-

گویا جب حضور نبی کریم (ﷺ) ہر شئے سے قبل ہیں تو آپ (ﷺ) کی نبوت بھی ہر شئے سے قبل ہے-

امام ترمذی نے روایت فرمایا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) نے عرض کی:

یارسول اللہ (ﷺ) آپ پر نبوت کب واجب ہوئی؟

تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"وَآدَمُ بَيْنَ الرُّوْحِ وَالْجَسَدِ"[31]

(مجھ پر نبوت اس وقت واجب ہوئی جب) آدم (علیہ السلام) روح اور جسم کے درمیان تھے"-

امام حاکم (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:

"(صحابہ کرام نے عرض کی یارسول اللہ (ﷺ) آپ (ﷺ) پر نبوت کب واجب ہوئی؟ آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا (مجھ پر نبوت اس وقت واجب ہوئی جب) آدم (علیہ السلام) تخلیق اور اس میں روح پھونکے جانے کے درمیان تھے"-[32]

حضرت عبد اللہ بن شقیق (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ (ﷺ) سے عرض کی:

"یارسول اللہ (ﷺ) آپ کب کے نبی ہیں؟ تو آپ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم (علیہ السلام) روح اور جسد کے درمیان تھے"-[33]

امام طبرانی کی روایت ہے کہ حضرت عرباض بن ساریہ (رضی اللہ عنہ) کہتے ہیں کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا:

"إِنِّي عَبْدُ اللهِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ، وَإِنَّ آدَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمُنْجَدِلٌ فِيْ طِيْنَتِهٖ"[34]

"بے شک میں اللہ کا بندہ اس وقت سے خاتم النبیین ہوں جب آدم (علیہ السلام) کا وجود اپنی مٹی میں گوندھا ہوا تھا"-

یعنی ابھی آقا کریم (ﷺ) کی ظاہری پیدائش مبارک کا مرحلہ نہیں آیا، مگر آقا کریم (ﷺ) اپنی آنکھوں سے حضرت آدم (علیہ السلام) کے جسد و روح کا معاملہ بھی دیکھتے ہیں-

لہٰذا! واضح ہوا کہ آپ (ﷺ) کی نبوت بھی سب سے اول ہے-باقی تمام مخلوق کی طرح موت اور حیات بھی مخلوق ہے اور حضور نبی کریم (ﷺ) کی امت میں شامل ہے-تمام مخلوقات کا وجود حضور نبی کریم (ﷺ) ہی کی وجہ سے ہے-

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کا نظریہ حیات النبی (ﷺ):

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) "عین الفقر" میں فرماتے ہیں:

"سن! اگر کوئی شخص حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حیات کو مردہ سمجھ بیٹھے تو اُس کا ایمان سلب ہو جاتا ہے"-[35]

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) "عقل بیدار" میں فرماتے ہیں:

"تمام اُمت کی حیات و زندگی اور تمام محبت جو ہر ایک اُمتی کے مغز و پوست میں جاری و ساری ہے اُس کا دارو مدار حیات النبی (ﷺ) کے عقیدے پر ہے-جو کوئی حیات النبی (ﷺ) کا قائل نہیں اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مردہ سمجھتا ہے اُس کے منہ میں مٹی، دنیا و آخرت میں اُس کا منہ کالا، وہ شفاعتِ محمد رسول (ﷺ) سے محروم ہے"-[36]

سلطان العارفین حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) "کلید التوحید کلاں" میں فرماتے ہیں:

[30](المُلک:2)
[31](سنن الترمذی، أَبْوَابُ الْمَنَاقِبِ)
[32](المستدرک علی الصحیحین)
[33](مُصنف ابن ابیشیبہ، کِتَابُ الْمَغَازِي)
[34](المعجم الکبیر للطبرانی) (صحیح ابن حبان) (مسند الإمام أحمد بن حنبل)
[35](عین الفقر، باب: ذکرِ علماء و فقرأ اور ذکرِ اللّٰہ)
[36](عقل بیدار، باب: شرحِ حیات النبی (ﷺ))

"حیاتُ النبی (ﷺ) کے اعتقاد کا سبق اہلِ عرب (اہلِ حجاز) سے سیکھو کہ وہ حرمِ پاک میں روضۂ رسول (ﷺ) کے دروازہ پر آکر اِلتماس کرتے ہیں: "اے سید الابرار زندہ نبی (ﷺ) بارگاہِ الٰہی سے ہمارا فلاں کام کروا دیں"- اور اُن کے سوال کا جواب اُنہیں مشروحاً مل جاتا ہے اور اُن کے یقین و اعتبار کے باعث اُن کا کام بھی ہو جاتا ہے- جسے حیات النبی (ﷺ) کا اعتبار نہیں وہ ہر دو جہان میں ذلیل و خوار ہے"-

مزید فرماتے ہیں:

"حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو وہ شخص مردہ سمجھتا ہے جس کا دل مردہ ہو اور اُس کا سرمایۂ ایمان و یقین شیطان نے لوٹ لیا ہو"-[37]

حضرت سلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) کے یہ فرامین آقا کریم (ﷺ) کی شان و عظمت کو بیان کرتے ہیں- جبکہ آقا کریم (ﷺ) کے غلاموں کا یہ مرتبہ ہے کہ:

نام فقیر تنہاں دا باھُوؒ قبر جنہاں دی جیوے ھو

یعنی جس نبی کے غلاموں کی قبریں زندہ ہوں تو اس نبی کی حیاتِ جاودانی پہ شبہ و تشکیک کہاں روا ہے؟

اب آیئے! واقعۂ معراج کے اگلے حصے کی جانب، جہاں حضور نبی کریم (ﷺ) کی بیت المقدس میں تشریف آوری ہوئی اور آپ (ﷺ) نے جمیع انبیاء و رسل (علیہم السلام) کی امامت کروائی- امام نسائی "سنن نسائی" میں حدیث پاک نقل فرماتے ہیں کہ:

"حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) کا بیان ہے کہ رسول اللہ (ﷺ) نے ارشاد فرمایا: میرے پاس ایک جانور لایا گیا، جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا، جہاں تک نگاہ پڑتی تھی وہاں اس کا قدم پڑتا تھا میں اس پر سوار ہوا اور میرے ہمراہ جبریل (علیہ السلام) تھے- چنانچہ میں رات کے وقت چلا، جبریل (علیہ السلام) نے عرض کی: "یا رسول اللہ (ﷺ) اتریں اور نماز ادا فرمائیں- مَیں نے ایسا ہی کیا- جبریل (علیہ السلام) نے عرض کی، کیا آپ (ﷺ) جانتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے نماز کس جگہ ادا فرمائی ہے؟ آپ (ﷺ) نے مدینہ طیبہ میں نماز ادا فرمائی ہے اور یہ آپ (ﷺ) کی ہجرت گاہ ہے- پھر عرض کی، (یا رسول اللہ (ﷺ) اتریں اور نماز ادا فرمائیں- چنانچہ میں نے نماز پڑھی- جبریل (علیہ السلام) نے عرض کی: کیا آپ (ﷺ) جانتے ہیں کہ آپ (ﷺ) نے نماز کس جگہ ادا فرمائی ہے؟ آپ (ﷺ) نے طورِ سیناء پر نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کلام فرمایا- جبریل (علیہ السلام) نے پھر عرض کی (یا رسول اللہ (ﷺ) اتریں اور نماز ادا فرمائیں- پس مَیں نے نماز ادا کی- جبریل (علیہ السلام) نے عرض کی، کیا آپ (ﷺ) جانتے ہیں، کہ آپ (ﷺ) نے نماز کس جگہ ادا فرمائی ہے؟ آپ (ﷺ) نے بیت لحم میں نماز ادا کی ہے، جہاں عیسیٰ (علیہ السلام) پیدا ہوئے تھے- پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا، وہاں تمام انبیاء (علیہم السلام) اکٹھے کیے گئے- جبریل (علیہ السلام) نے مجھے آگے جانے کی درخواست کی حتی کے میں نے تمام انبیاء (علیہم السلام) کی امامت کروائی (یعنی تمام انبیاء (علیہم السلام) کا امام بنا)- پھر مجھے پہلے آسمان پر لے جایا گیا"-

گویا جس مقام کو کسی پاک و طیب ہستی سے نسبت ہو جائے اس مقام پہ جانا، اس کی زیارت کرنا اور وہاں نماز ادا کرنا آقا کریم (ﷺ) کی شب معراج کے معمولات میں سے ہے- لہٰذا! تعصب اور غفلت کے پردوں کو خود سے دور کریں اور آثارِ مصطفےٰ (ﷺ) کی زیارت اور ان کے توسل سے برکت حاصل کریں-

یاد رکھیں! بیت المقدس معراج کے زمینی سفر کی انتہاء ہے اور آسمانی سفر کی ابتداء ہے گویا کہ بیت المقدس کو سفر معراج میں مرکزی حیثیت حاصل ہے- یہ آسمانی اور زمینی سفر کا مرکزی نکتہ ہے اور یہ وہ مقام ہے جہاں نبوت و رسالت جمع ہے- اس لئے جو کم فہم مسلمانوں اور بالخصوص پاکستانیوں کی مسجدِ اقصیٰ

[37](کلید التوحید کلاں، باب: شرحِ مجلسِ صحیح بذکر و تسبیح)

سے محبت پہ اعتراض کرتے ہیں وہ یقیناً اہلِ ایمان کے مسجد اقصیٰ سے قائم رشتے سے بے خبر ہیں۔بزبانِ احمد ندیم قاسمی:

ایک بار اور بھی بطحا سے فلسطین میں آ
راستہ دیکھتی ہے مسجدِ اقصیٰ تیرا

یہی وجہ ہے کہ مسلمان مسجد اقصیٰ کی محبت کا دم بھرتے ہیں اور اس پہ اپنا دعویٰ کرتے ہیں۔کیونکہ سفر معراج میں مسجد اقصیٰ کو شرف حاصل ہوا کہ آقا کریم (ﷺ) نے وہاں جملہ انبیاء (علیہم السلام) کی امامت کروائی۔

اللہ تعالیٰ کی تمام آسمانی زمینی کل کائنات میں دو مقام ایسے ہیں جہاں تمام انبیاء و رسل (علیہم السلام) جمع ہوئے؛ اور اِن دونوں جگہوں پر حضور رسالت مآب (ﷺ) کی عظمت و رفعت کو اجاگر کرنا مقصود تھا۔

پہلا مقام: عالمِ ارواح ہے جس کی ترجمانی حضرت امیر خسرو نے کیا خوب کی ہے:

خدا خود میر مجلس بود اندر لا مکاں خسرو
محمدؐ شمع محفل بود شب جائے کہ من بودم

”اے خسروؔ کل جہاں میں تھا وہاں خدا خود میر مجلس تھا جبکہ محمد (ﷺ) شمع محفل تھے“۔

دوسرا مقام: بیت المقدس ہے۔جس میں بزم سجی ہوئی ہے اور دولہا آج بھی حضور نبی کریم (ﷺ) کی ذات گرامی ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کے انتظار میں تمام انبیاء و رسل (علیہم السلام) منتظر ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کا تعارف ان الفاظ میں کروایا ہے:

اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ

”(مسجد اقصیٰ وہ ہے) جس کے اِرد گرد ہم نے برکت رکھی ہے“۔

امام رازی، امام خازن، امام ثعلبی، امام بغوی اور کئی مفسرین (رحمۃ اللہ علیہم) ”اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ“ کی تفسیر میں یہ لکھتے ہیں:

”اس کو مبارک کا نام اس لیے دیا گیا ہے کیونکہ یہاں پر انبیاء کرام (علیہم السلام) سکونت پذیر رہے اور اس میں فرشتوں اور وحی کے اترنے کی جگہ ہے“۔[38]

امام قرطبی ”تفسیر قرطبی“ میں فرماتے ہیں کہ ”اَلَّذِیْ بٰرَکْنَا حَوْلَهٗ“ کی تفسیر میں ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ:

بِمَنْ دُفِنَ حَوْلَهٗ مِنَ الْاَنْبِیَاءِ وَ الصَّالِحِیْنَ، وَ بِهٰذَا جَعَلَهٗ مُقَدَّسًا.

”اس (بیت المقدس) کے ارد گرد انبیاء کرام (علیہم السلام) اور صالحین کرام مدفون ہیں اور اسی وجہ سے اس کو مقدس کہا گیا ہے“۔

گویا جہاں انبیاء اور صالحین کی قبور ہوں وہاں اللہ تعالیٰ کی برکتوں کا نزول ہوتا ہے۔

بیت المقدس کی شان کو اللہ تعالیٰ نے سورہ التین کی آیاتِ بینات ”وَ التِّیْنِ وَ الزَّیْتُوْنِ وَ طُوْرِ سِیْنِیْنَ“ میں بھی بیان کیا ہے۔

امام ابن جریر طبری، امام ابن ابی حاتم الرازی، قاضی محمد ثناء اللہ پانی پتی، امام جلال الدین السیوطی اور متعدد مفسرین کرام (رحمۃ اللہ علیہم) فرماتے ہیں کہ ”الزَّیْتُوْن“ سے مراد بیت المقدس ہے۔

”تفسیر ابن اَبی حاتم“ میں ہے:

”حضرت ابنِ عباس (رضی اللہ عنہما) اللہ پاک کے اس فرمان ”وَالتِّیْنِ“ کے بارے میں فرماتے ہیں کہ:

”یہ نوح (علیہ السلام) کی مسجد ہے جو جودی پہاڑ کی چوٹی پر بنائی گئی ہے اور زیتون سے مراد ’بیت المقدس‘ ہے“۔

”تفسیر مظہری“ میں ہے:

حضرت قتادہ (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ:

”وَالزَّیْتُوْنِ مَسْجِدُ بَیْتِ الْمَقْدِسِ“

”اور زیتون سے مراد ’بیت المقدس‘ کی مسجد ہے“۔

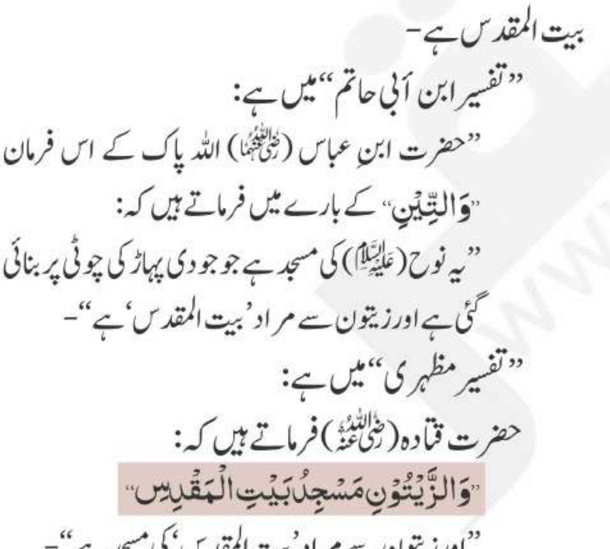

[38] (تفسیر کبیر/ تفسیر خازن/ تفسیر الکشف والبیان/تفسیر البغوی)

گویارب کریم نے اپنی پاک کتاب میں انبیاء(علیہم السلام) کی قسمیں اٹھائی ہیں- بیت المقدس کی اہمیت و فضیلت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان کیا ہے- یہی وجہ ہے کہ اہل تقوٰی کے دل بیت المقدس کی محبت سے لبریز ہیں-

اب آئیں! سدرۃ المنتہیٰ پہ جو مقام جبریل ہے-علامہ اسماعیل حقی الحنفی (المتوفی: 1127ھ) ’’تفسیر روح البیان‘‘ میں لکھتے ہیں:

’’وہ (سدرۃ المنتہیٰ) حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کا مقام ہے اورجب حضور نبی کریم (ﷺ) نے عرش کی جانب عروج فرمایا تو حضرت جبرائیل (علیہ السلام) وہیں رہ گئے -اور حضرت جبریل (علیہ السلام) نے عرض کی اگر میں (اُنگلی) کے ایک پور کے برابر بھی قریب ہوا تو جل جاؤں گا‘‘-

علامہ نظام الدین الشافعی نیشاپوری فرماتے ہیں:

’’پس سدرۃ المنتہیٰ وہ مقام ہے جس سے آگے فرشتے نہیں جاسکتے اور نہ کسی کو یہ علم ہے کہ سدرۃ المنتہیٰ کے ماوراء کیا ہے؟ اور شہداء کی ارواح بھی یہاں تک جاتی ہیں‘‘-[39]

یعنی سدرۃ المنتہیٰ سے آگے جو بھی مقام ہے وہ صرف بلانے والے اور وہاں جانے والے کو علم ہے-کیونکہ اس مقام تک ملائکہ اور شہداء کی ارواح تک کی بھی رسائی نہیں ہے- کیونکہ اس مقام کی تپش اس قدر زیادہ ہے کہ جبرائیل امین عرض کرتے ہیں کہ یارسول اللہ (ﷺ)! اگر انگلی کے ایک پور کے برابر بھی آگے ہوا تو میرے پَر جل جائیں گے- گویا یہ وہ مقام ہے جہاں ملائکہ کا سردار بھی رک گیا لیکن حضور نبی کریم (ﷺ) اپنے جسدِ اقدس کے ساتھ وہاں سے بھی آگے تشریف لے گئے-

اکثر لوگ یہ سوال کرتے ہیں کہ نبی نور ہے یا بشر؟ ناچیز کے نزدیک یہ سوال بنتا ہی نہیں ہے-کیونکہ سوال تب پیدا ہوتا ہے جب نورانیت اور بشریت کا ایک وجود میں جمع ہونا ایک دوسرے کی ضد ہو-جبکہ از روئے قرآن یہ ثابت ہے کہ اللہ جس کو چاہے اس کے وجود میں نورانیت اور بشریت کو یکجا کر سکتا ہے-ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’فَاتَّخَذَتْ مِنْ دُوْنِهِمْ حِجَابًا ۪ فَاَرْسَلْنَاۤ اِلَیْهَا رُوْحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِیًّا‘‘[40]

’’پس انہوں (سیدہ مریم (علیہا السلام)) نے ان (گھر والوں اور لوگوں) کی طرف سے حجاب اختیار کر لیا تو ہم نے ان کی طرف اپنی روح (یعنی فرشتہ جبریل) کو بھیجا سو (جبریل) ان کے سامنے مکمل بشری صورت میں ظاہر ہوا‘‘-

غور فرمائیں! جب اللہ تعالیٰ نے ایک نوری فرشتہ کو نورانیت سے بشری روپ میں زمین پر بھیجا تو کسی نے اعتراض نہیں کیا لیکن جب وجہ ٔتخلیق کائنات خاتم النبیین (ﷺ) کو اللہ تعالیٰ نے نورانیت و بشریت کا منبع بنا کر بھیجا تو اعتراض کیوں؟ گویا عشقِ مصطفےٰ (ﷺ) رب کریم کی خاص توجہ اور فضل سے نصیب ہوتا ہے-

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ وَ فِیْهَا نُعِیْدُكُمْ وَ مِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى‘‘[41]

’’(زمین کی) اسی (مٹی) سے ہم نے تمہیں پیدا کیا اور اسی میں ہم تمہیں لوٹائیں گے اور اسی سے ہم تمہیں دوسری مرتبہ (پھر) نکالیں گے‘‘-

امام بغوی، امام ابو عمر یوسف اور علامہ بدر الدین عینی (رحمۃ اللہ علیہ) اسی آیت کی تفسیر میں ایک قول نقل کرتے ہیں کہ:

حضرت عطا خراسانی (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:

’’بے شک فرشتہ چلتا ہے اور اس جگہ سے مٹی اٹھاتا ہے، جس میں انسان کو دفن کیا جاتا ہے، پھر وہ (فرشتہ) اس کو نطفہ کے ساتھ ملاتا ہے پس اس کی تخلیق مٹی اور نطفہ سے ہوتی ہے‘‘-[42]

[39](غرائب القرآن ورغائب الفرقان المعروف تفسیر النیسابوری)

[40](مریم:17)

[41](طٰہٰ:55)

[42](تفسير البغوي/التمهيد شرح موطأ/ عمدة القاري شرح صحيح البخاري)

امام حکیم ترمذی (المتوفی: 320ھ) حدیث پاک نقل کرتے ہیں کہ:

"حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے مروی ہے کہ ایک دن حضور پاک (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) ایک ایسی قبر کے پاس گزرے جو کھودی جارہی تھی، آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے فرمایا:
"یہ کس کی قبر ہے؟ عرض کی گئی، ایک حبشہ کے رہنے والے شخص کی ہے، تو آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا، لَا إِلَٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اپنی زمین وآسمان سے چلا یہاں تک کہ اِس مٹی میں دفن کیا گیا جس (مٹی) سے اس کی تخلیق ہوئی"۔[43]

امام حکیم ترمذی (المتوفی: 320ھ) ایک اور روایت نقل کرتے ہیں کہ:

"جب آدم (علیہ السلام) کی مٹی زمین سے لی گئی تو زمین نے اللہ پاک کی بارگاہ اقدس میں آہ وزاری کی"۔
تو اللہ پاک نے اس کو ارشاد فرمایا:
"بے شک میں عنقریب اس (آدم (علیہ السلام) کو تیری طرف لوٹاؤں گا پس جب انسان مر جاتا ہے تو اُس شخص کی اُس جگہ پر تدفین کی جاتی ہے جس سے اس کی مٹی ہوتی ہے"۔[44]

گویا یہ اصول واضح ہوا کہ جس آدمی کی مٹی جہاں سے اٹھائی جاتی ہے اس کی میت وہیں پہ دفن کی جاتی ہے۔
متفق علیہ حدیث مبارکہ ہے اور محدثین کرام نے اس موضوع پہ مکمل ابواب رقم اور نقل کئے ہیں۔
حضرت عبد اللہ بن زید المَازِنِیؓ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے اشاد فرمایا:
"میرے گھر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"۔[45]

امام احمد ابن حنبل، امام ابن ابی شیبہ اور امام ابو یعلی الموصلی (رحمۃ اللہ علیہم) نے صحابیٔ رسول حضرت ابو سعید خدری (رضی اللہ عنہ) کی روایت نقل کی ہے کہ:

"حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے ارشاد فرمایا:
"مَا بَيْنَ قَبْرِيْ وَمِنْبَرِيْ رَوْضَةٌ مِّنْ رِّيَاضِ الْجَنَّةِ"[46]
"میری قبر اور میرے منبر کے درمیان جو جگہ ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے"۔

ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکاۃ میں اسی حدیث پاک کی شرح میں لکھتے ہیں:

امام مالک (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں کہ:
"حدیث اپنے ظاہر پر باقی ہے اور روضہ اقدس کا حصہ جنت سے نقل کیا گیا ہے، اور عنقریب اسی (جنت) کی طرف لوٹایا جائے گا اور یہ باقی زمینوں کی طرح نہیں ہے جو فنا ہوتی ہے اور ختم ہو جاتی ہے"۔
امام ابن حجر (رحمۃ اللہ علیہ) فرماتے ہیں:
اور یہ اکثر کا نظریہ ہے اور یہ اب بھی حقیقی طور پر جنت کا حصہ ہے۔[47]

یعنی روضۂ رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جسے رب تعالیٰ کے حکم سے زمین پر قائم کیا گیا ہے اور روزِ قیامت یہ باغ دوبارہ جنت میں اپنی جگہ رکھ دیا جائے گا۔ گویا جسدِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی مٹی جنت کی مٹی سے اٹھائی گئی ہے۔ اس لئے روزِ قیامت ساری دنیا تباہ ہو جائے گی لیکن جس حصے کو آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) نے جنت کے باغوں میں سے ایک باغ قرار دیا ہے وہ تباہ نہیں ہو گا۔ لہٰذا مسئلہ تب درپیش ہوتا ہے جب کم فہم جسدِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی تشکیل کو اپنے وجود کی تشکیل سے ماپتے ہیں۔ کیونکہ فرقہ مجسمہ جیسی گمراہی اس وقت پیدا ہوتی ہے جب انسان قرآن میں بیان ہوئے اللہ تعالیٰ کے ہاتھ اور چہرے کو اپنے ہاتھ اور چہرے کی مثل سمجھے یا دیگر تفصیل جو تجسیم کے قائلین کو درپیش ہے۔ یہ اہلِ تجسیم فرقہ مجسمہ کے اُسی اصول کے تحت وجودِ مصطفٰے (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کو اپنے وجود کی مثل سمجھے۔

---

[43](نوادر الأصول في أحاديث الرسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم)
[44](ایضاً)
[45](صحیح بخاری و صحیح مسلم، بَابُ مَا بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ)
[46](مسند الإمام أحمد بن حنبل/مصنف ابن ابی شیبه/مسند أبو یعلی)
[47](مرقاۃ المفاتیح شرح مشکاۃ المصابیح)

اس لئے آقا کریم (ﷺ) اگر اپنے بشری وجود کے ساتھ سدرۃ المنتہیٰ سے عروج فرما کر عرش العلیٰ کی جانب جاتے ہیں تو اس میں تعجب فقط اُن کے لئے ہے جو وجودِ مصطفےٰ (ﷺ) کی تشکیل کو اپنے وجود کی مثل سمجھتے ہیں-اس لئے اگر کوئی وجودِ مصطفےٰ (ﷺ) کی نورانیت کا اپنی مادیت سے موازنہ کرے گا تو بالیقین گمراہی اس کا مقدر ہوگی-

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

”ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی ۝ فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی“[48]

”پھر وہ جلوہ نزدیک ہوا- پھر (جلوۂ حق اور حبیبِ مکرّم (ﷺ) میں صِرف) دو کمانوں کی مقدار فاصلہ رہ گیا یا (انتہائے قرب میں) اس سے بھی کم (ہوگیا)“-

امام بخاری (رحمۃ اللہ علیہ) ”ثُمَّ دَنَا فَتَدَلّٰی“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:

”حضرت انس بن مالک (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

”وَدَنَا لِلْجَبَّارِ رَبِّ الْعِزَّةِ فَتَدَلّٰى حَتّٰى كَانَ مِنْهُ قَابَ قَوْسَيْنِ أَوْ أَدْنٰى“[49]

”اور جبار رب العزت آپ (ﷺ) کے قریب ہوا حتی کہ وہ آپ (ﷺ) سے دو کمانوں کی مقدار قریب، بلکہ اس سے بھی زیادہ قریب ہوا“-

قاضی عیاض مالکی (رحمۃ اللہ علیہ) لکھتے ہیں کہ:

حضرت حسن بصری (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے کہ:

”اللہ پاک اپنے عبدِ خاص سید نا محمد (ﷺ) کے قریب ہوئے (تاکہ) آپ (ﷺ) کا عظیم مرتبہ، بلند درجہ اور آپ (ﷺ) کی معرفت کے انوار اور اللہ تعالیٰ کے غیب اور اس کی قدرت کے اسرار کے مشاہدہ کو ظاہر کیا جائے“-[50]

امام فخر الدین رازی (رحمۃ اللہ علیہ) ”فَكَانَ قَابَ قَوْسَيْنِ اَوْ اَدْنٰی“ کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ:

”پس جب دو سردار ایک دوسرے سے معاہدہ کرلیتے ہیں تو وہ دونوں اپنی کمانیں نکالتے اور ایک کمان کو دوسرے ساتھی کی کمان سے ملاتے“-[51]

یعنی ایک سردار کا دوست دوسرے کا دوست ہوگا، ایک کا دشمن دوسرے کا دشمن متصور ہوگا، ایک سے صلح دوسرے سے صلح، ایک سے جنگ دوسرے سے جنگ ہوگی-

اسی لئے قرآن بتلاتا ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) کی اطاعت اللہ کی اطاعت، حضور کی بیعت اللہ کی بیعت، حضور سے دشمنی اللہ سے دشمنی، حضور کو ایذا دینا اللہ کو ایذا ہے- گویا اللہ تعالیٰ نے آقا کریم (ﷺ) کے وجودِ اقدس کو اپنے قرب کا وہ مقام عطا کیا ہے کہ ذاتِ مصطفےٰ (ﷺ) کو کبھی بھی نورِ خدا سے الگ نہیں کیا جا سکتا- بزبانِ شاعر:

وُہ خدا نہیں بخدا نہیں وہ مگر خدا سے جُدا نہیں
وہ ہیں کیا مگر وہ ہیں کیا نہیں یہ محب، حبیب کی بات ہے

مُفتی بغداد علامہ ابی الفضل شہاب الدین السید محمود الآلوسی (المتوفی:1270ھ) لکھتے ہیں کہ:

”حضرت امام حسن بصری (رضی اللہ عنہ) اس کا معنی یوں بیان کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے حضور نبی کریم (ﷺ) کا مقام اپنے نزدیک بلند کیا، اور ”تَدَلّٰی“ کا معانی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کو بالکلیہ جانب قدس میں جذب کرلیا اور اسی کو اللہ تعالیٰ کی ذات میں فنا ہونا کہتے ہیں“-[52]

یہی وہ مقام ہے جسے قرآن کریم میں یوں بیان کیا گیا:

”صِبْغَةَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَّنَحْنُ لَهٗ عٰبِدُوْنَ“[53]

”(کہہ دو ہم) اللہ کے رنگ (میں رنگے گئے ہیں) اور کس کا رنگ اللہ کے رنگ سے بہتر ہے اور ہم تو اسی کے عبادت گزار ہیں“-

فلسفۂ معراج کو رب کریم نے سورۃ النجم کی آیت نمبر 11 سے 18 میں اس طرح بیان فرمایا ہے:

”مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی ۝ اَفَتُمٰرُوْنَهٗ عَلٰی مَا يَرٰی ۝ وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰی ۝ عِنْدَ سِدْرَةِ الْمُنْتَهٰی ۝ عِنْدَهَا جَنَّةُ الْمَاْوٰی ۝ اِذْ يَغْشَى

[48] (النجم:8-9)
[49] (صحیح البخاری، کتاب التوحید)
[50] (الشفا بتعریف حقوق المصطفےٰ ﷺ)
[51] (تفسیر کبیر)
[52] (تفسیر روح المعانی)
[53] (البقرۃ:138)

"السِّدْرَةَ مَا يَغْشٰى ○ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰى ○ لَقَدْ رَاٰى مِنْ اٰيٰتِ رَبِّهِ الْكُبْرٰى"[54]

”دل نے جھوٹ نہ کہا جو دیکھا- تو کیا تم ان سے ان کے دیکھے ہوئے پر جھگڑتے ہو- اور انہوں نے تو وہ جلوہ دوبار دیکھا- سدرۃ المنتہیٰ کے پاس- اس کے پاس جنّت الماویٰ ہے- جب سدرہ پر چھا رہا تھا جو چھا رہا تھا- آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی- بیشک اپنے رب کی بہت بڑی نشانیاں دیکھیں“-

گویا وہ نشانی رسول اللہ (ﷺ) کی رؤیتِ باری تعالیٰ ہے جسے سورہ النجم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے کھلے الفاظ میں بیان فرمایا ہے- اس لئے فلسفہ معراج کو سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ محض بیان یا واقعہ نہیں ہے بلکہ رسول اللہ (ﷺ) کا خاصہ ہے جو آپ (ﷺ) کو انبیاء (علیہم السلام) میں سے ممتاز کرتا ہے-

رسول اللہ (ﷺ) کی رؤیت باری تعالیٰ کے مسئلہ میں اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ (رضی اللہ عنہا) اور حضرت عبد اللہ بن مسعود (رضی اللہ عنہ) اور ان کے متبعین کا مؤقف ہے کہ معراج کی رات آپ (ﷺ) نے حضرت جبرائیل (علیہ السلام) کو دیکھا ہے، اللہ تعالیٰ کو نہیں دیکھا جبکہ حضرت ابن عباس اور دیگر صحابہ کرام و تابعین کرام (رضی اللہ عنہم) اور سلف صالحین کا مؤقف یہ ہے کہ حضور نبی کریم (ﷺ) نے معراج کی رات اپنے سرِ انور کی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے اور یہ آپ (ﷺ) کی خصوصیت ہے-

امام ترمذی ”سنن ترمذی“ میں لکھتے ہیں کہ:

حضرت عبد اللہ ابن عباس (رضی اللہ عنہما) اللہ تعالیٰ کے اس قول: "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ:

"قَدْ رَاٰهُ النَّبِيُّ (ﷺ)"

”حضور نبی کریم (ﷺ) نے اپنے رب کو دیکھا ہے“-

"هٰذَا حَدِيْثٌ حَسَنٌ"[55]

امام مسلم نے روایت فرمایا کہ حضرت عبد اللہ بن شقیق (رضی اللہ عنہ) فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) سے کہا: ”میں اگر رسول اللہ (ﷺ) کی زیارت سے مشرف ہوتا تو میں آپ (ﷺ) کی بارگاہ میں عرض کرتا تو حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا، آپ کس چیز کے بارے رسول اللہ (ﷺ) سے سوال کرتے؟ عبد اللہ بن شقیق (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا کہ: مَیں عرض کرتا کہ کیا آپ (ﷺ) نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

"قَالَ أَبُوْ ذَرٍّ سَأَلْتُ فَقَالَ رَأَيْتُ نُوْرًا"

تو حضرت ابوذر (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا میں نے (یہی سوال رسول اللہ (ﷺ) سے کیا تو آپ (ﷺ) نے فرمایا: ”مَیں نے نور کو دیکھا ہے“-[56]

امام احمد ابن حنبل (رحمۃ اللہ علیہ) ”کتاب السنۃ“ میں روایت نقل کرتے ہیں کہ:

حضرت حسن بصری (رضی اللہ عنہ) نے اس آیت "وَلَقَدْ رَاٰهُ نَزْلَةً اُخْرٰى" کی تفسیر میں فرمایا:

”سیدنا محمد (ﷺ) نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا حضرت عفان (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا حضرت سہر (رضی اللہ عنہ) اس حدیث کے بارے میں فرماتے ہیں- اللہ کی قسم! تحقیق حضرت محمد (ﷺ) نے اپنے رب عزوجل کو دیکھا“-

امام احمد بن حنبل، امام نسائی، امام ابن خذیمہ، امام حاکم اور ہبۃ اللہ اللالکائی (رحمۃ اللہ علیہم) نے اس روایت کو نقل کیا ہے کہ:

حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) فرماتے ہیں کہ:

"أَتَعْجَبُوْنَ أَنْ تَكُوْنَ الْخُلَّةُ لِإِبْرَاهِيْمَ، وَالْكَلَامُ لِمُوْسٰى، وَالرُّؤْيَةُ لِمُحَمَّدٍ (ﷺ)"[57]

”کیا تم اس بات پر تعجب کرتے ہو کہ خلت کا مقام حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کیلئے اور کلام کا شرف حضرت موسیٰ (علیہ السلام) کے لئے اور دیدار کی سعادت حضرت محمد (ﷺ) کے لیے ہے“-

امام ابن خذیمہ (المتوفی: 311ھ) لکھتے ہیں کہ:

[54] (النجم:11-18)
[55] (سنن الترمذی، ابواب تفسیر القرآن)
[56] (صحیح مسلم، کتاب الایمان)
[57] (کتاب السنۃ / السنن الکبری / کتاب التوحید / المستدرک علی الصحیحین / شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة)

حضرت مبارک بن فضالہ (رضی اللہ عنہ) روایت بیان فرماتے ہیں کہ:

كَانَ الْحَسَنُ يَحْلِفُ بِاللّٰهِ لَقَدْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ

"حضرت حسن بصری (رضی اللہ عنہ) نے قسم اٹھا کر فرمایا، تحقیق حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا"۔

امام دار قطنی (رحمۃ اللہ علیہ) "کتاب رؤیۃ اللہ" میں حضرت ابن عباس (رضی اللہ عنہما) کی دونوں روایتیں نقل کرتے ہیں کہ:

1- "رَأَى مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) رَبَّهُ بِقَلْبِهِ مَرَّتَيْنِ"

"حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنے رب کو اپنے دل سے دو مرتبہ دیکھا"۔

2- "لَقَدْ رَأَى مُحَمَّدٌ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ"

"تحقیق حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے"۔

ابو القاسم ہبۃ اللہ بن الحسن بن منصور اللالکائی (المتوفی: 418ھ) داؤد بن حسین سے روایت نقل کرتے ہیں کہ:

مروان نے حضرت ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) سے سوال کیا، کیا حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے؟

آپ (رضی اللہ عنہ) نے فرمایا:

"نَعَمْ قَدْ رَآهُ"[58]

"ہاں، تحقیق آپ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے"۔

امام طبری "تفسیر طبری" میں لکھتے ہیں کہ:

الشَّيْخُ أَبُو الْحَسَنِ الْأَشْعَرِيُّ وَجَمَاعَةٌ مِنْ أَصْحَابِهِ (أَنَّ مُحَمَّدًا (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) رَأَى اللّٰهَ بِبَصَرِهِ وَ عَيْنَيْ رَأْسِهِ.

امام الآئمہ فی العقیدہ حضرت شیخ ابو الحسن اشعری اور آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کا یہی مؤقف ہے کہ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنی نظر کے ساتھ اور اپنے سر کی آنکھوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کو دیکھا ہے۔

حضرت انس، حضرت ابن عباس، حضرت عکرمہ، حضرت ربیع اور حضرت حسن (رضی اللہ عنہم) یہی فرماتے ہیں کہ: "اور حضرت حسن بصری (رضی اللہ عنہ) اللہ کی قسم کھایا کرتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں یقیناً حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) نے اپنے رب کو دیکھا ہے"۔

[58](شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة)

الغرض! جب تک آقا کریم (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کے ظاہری اور باطنی شمائل و فضائل سے انسان کا تعلق استوار نہیں ہوتا تب تک وہ اپنے وجود میں ایمان کی حرارت محسوس نہیں کر سکتا۔ اسی لئے اقبال کہتے ہیں کہ:

کسی یکجائی سے اب عہدِ غلامی کر لو
ملّتِ احمدِ مرسَل کو مقامی کر لو!

اولیاءاللہ کی تعلیمات کا مرکزی نکتہ عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) ہے۔اس لئے خود کو عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) سے عملاً منور کریں اور اپنے وجود میں ملّی استقامت کو پیدا کریں۔ کیونکہ عصر حاضر میں اضطراب اور بے یقینی کی فضا اس قدر پھیلی ہوئی ہے کہ مابعدِ نو آبادیاتی افکار نے یقین کامل کے آئینہ پہ تہ بہ تہ تشکیک و گمان کی گرد لیپ رکھی ہے۔ عشق ایک ایسا آلہ ہے جو نقشِ دوئی اُکھاڑ ڈالتا ہے اور آئینۂ قلب کو مزکیٰ و متجلّی کر دیتا ہے، آیئے اُس عشق سے دلوں کو مرکزِ مہر و وفا کیجئے۔

☆☆☆

عین الفقر اور کلید التوحید کے انگریزی تراجم کی تقریبِ رونمائی

لندن سکول آف اکنامکس
اینڈ پولیٹیکل سائنس
(ایل ایس ای)
لندن، برطانیہ
15 جون 2022ء

رپورٹ: مسلم انسٹیٹیوٹ

مسلم انسٹیٹیوٹ (یوکے چیپٹر) کی جانب سے سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کی دو کتب ’’عین الفقر‘‘ اور ’’کلید التوحید‘‘ کا فارسی سے انگریزی میں ترجمہ کی تقریب رونمائی کا اہتمام کیا گیا- یہ تقریب لندن میں دنیا کے ممتاز تعلیمی ادارے ’’لندن سکول آف اکنامکس اینڈ پولیٹکل سائنس (ایل ایس ای)‘‘ میں منعقد ہوئی- علی افتخار (ریسرچ ایسوسی ایٹ مسلم انسٹیٹیوٹ، یوکے چیپٹر) نے تقریب میں ماڈریٹر کے فرائض سر انجام دیئے- تقریب میں مختلف سفارت کاروں، سیاسی و سماجی شخصیات، ماہرینِ تعلیم، طلباء اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے افراد نے شرکت کی-

معزز مقررین:

- **صاحبزادہ سلطان احمد علی**
  (چیئرمین مسلم انسٹیٹیوٹ و دیوان آف ریاست جوناگڑھ)
- **ایم اے خان** (مترجم کتب حضرت سلطان باھوؒ)
- **پروفیسر ڈاکٹر امینہ ھوتی** (لوسی کیونڈش کالج، یونیورسٹی آف کیمبرج)
- **ڈاکٹر فٹزروئے موریسی** (آل سولز کالج، یونیورسٹی آف آکسفورڈ)
- **ڈاکٹر اسماء بائیگیٹ** (ڈائریکٹر برجنگ سپرچوئل کلچر، برطانیہ)
- **ڈاکٹر اقبال حسین** (صدر مسلم انسٹیٹیوٹ یوکے چیپٹر)
- **مروسیٹنکایا** (پی ایچ ڈی اسکالر یونیورسٹی کالج لندن)

مقررین کے اظہارِ خیال کا خلاصہ درج ذیل ہے:

سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ نے صوفیانہ حقیقت اور علم تصوف پر فارسی میں تقریباً 140 کتابیں تصنیف کیں- حضرت سلطان باھوؒ کی کتابیں ماضی قریب تک انگریزی سامعین و قارئین خصوصاً مغرب کے لوگوں کے لیے ناآشنا رہی ہیں- جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپؒ کی اکثر کتابوں کے اصلی فارسی نسخے ابھی تک دستیاب نہیں ہیں- اس کے علاوہ جن کتب کے اصل متن دستیاب ہیں ان کے انگریزی تراجم میں بھی معیار کا فقدان ہے- تاہم جنوبی ایشیاء کی مختلف لائبریریز میں فارسی نسخوں کی ایک بڑی تعداد دستیاب ہے جن پر تحقیق یا دوسری زبانوں میں ترجمہ ہونا باقی ہے- یہ دو کتابیں ’’عین الفقر‘‘ اور ’’کلید التوحید‘‘ اصل میں سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ نے فارسی زبان میں لکھی تھیں اور اب ایم اے خان نے ان کا انگریزی زبان میں ترجمہ کیا ہے- ایم اے خان نے زیرِ بحث خیالات کے جوہر کو برقرار رکھتے ہوئے ان فارسی کتابوں کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کا شاندار کام سر انجام دیا ہے- ان کتابوں کے ترجمے کیلئے فارسی متن سے استفادہ کیا گیا جو جناب سید امیر خان نیازی (مرحوم) نے تحقیق کے ساتھ فارسی متن اور اردو ترجمہ کو ترتیب دیا- عین الفقر کے درست متن کو نکالنے کیلئے سید امیر خان نیازی نے خلیفہ گل محمد سندھی، غلام مصطفٰے، محمد حسن، مولوی نور الدین کنجاہی اور مولوی نظام الدین ملتانی کی اشاعت کے متن کا موازنہ کیا-

عین الفقر حضرت سلطان باھوؒ کی نثر نگاری کے شاہکاروں میں سے ایک ہے جو مستند صوفی نظریات سے مالامال ہے- عین الفقر کا لغوی معنی ’’فقر کی آنکھ‘‘ ہے- یہ کتاب انسان کو باطنی کیفیات کی حقیقتوں کے بارے میں رہنمائی اور بیداری فراہم کرتی ہے- کلید التوحید سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ کا ایک متاثر کن کام ہے اور اسے سلطان باھوؒ نے مشکل کشاء (مشکلات کو دور کرنے والا) کہا ہے- اس کا مطلب ہے کہ یہ

کتاب اللہ رب العزت کے چاہنے والوں کیلئے ایک مکمل رہنمائی کا کام کرتی ہے- اگرچہ یہ کتابیں نثری شکل میں ہیں لیکن کتابوں میں شاعرانہ بند ادب اور گہرے فہم کو بڑھاتے ہیں- مزید برآں، فارسی متن بذات خود ایک شاعرانہ طریق رکھتا ہے جہاں مختلف مقامات پر روانی اور تال میل محسوس ہوتے ہیں-

ان مستند تحریروں کا ترجمہ کرنا کوئی سیدھا اور آسان کام نہیں ہے کیونکہ اُس وقت کے مقامی اور وقتی ماحول اور معاشرے کو ذہن میں رکھنا پڑتا ہے- جب یہ تحریر ہوئے تھے تو ان کتابوں کے ترجمے کے لیے مترجم نے برطانیہ میں اپنی شاہانہ زندگی کو خیرباد کہا اور درگاہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ پر 2 سال سے زائد عرصہ اس باطنی آزادی اور احساسات کی تلاش میں گزارا جو اس طرح کے ادب کیلئے ضروری ہیں- وہاں آپ نے روحانی تربیت حاصل کی، فقیروں اور درویشوں کے ساتھ وقت گزارا تاکہ ان کتابوں میں بیان کردہ حقائق کا تجربہ کیا جاسکے- دیگر صوفیاء کی تصانیف کے انگریزی تراجم میں بہت ساری اصطلاحات ہیں جن کو غلط سمجھا جاتا ہے- مثال کے طور پر، لفظ ”فقر“ کا ترجمہ عام طور پر غربت کے طور پر کیا جاتا ہے- تاہم، روحانی تناظر میں اس کے مختلف معنی ہیں، فقر کا ترجمہ کرنے کیلئے روحانی فضیلت (Spiritual Excellence) کی اصطلاح متعارف کرائی گئی ہے- جیسا کہ حدیث نبوی (ﷺ) میں ہے:

"اذا تم الفقر فهو الله"

”جب فقر اپنے کمال کو پہنچتا ہے تو صرف اللہ ہی اللہ ہوتا ہے“-

لفظ ”مراقبہ“ کا ترجمہ اکثر میڈیٹیشن یا ٹرانس کے طور پر کیا جاتا ہے- تاہم مراقبہ کے اصل تصور کو بیان کرتے ہوئے یہ تراجم زیادہ مناسب نہیں ہیں- مراقبہ کے معنی اپنے نفس پر قابو پانا ہے جب آپ اللہ تعالیٰ کے نام پر غور کر رہے ہوں اور آپ کسی موم بتی یا کسی دوسری جسمانی چیز پر توجہ نہ دیں- دوسری مثالوں میں نفس، قلب، فواد اور روح کی اصطلاحات میں فرق شامل ہے-

ان کتابوں کا تعلق روحانی اور ذہنی صحت سے بھی ہو سکتا ہے- صوفیانہ طریقوں سے فرد کو ذہنی تندرستی میں مدد ملتی ہے- یہ علمی اور غیر علمی دونوں طریقوں سے ادب پر تحقیق، دماغی صحت اور روحانی طریقوں کے درمیان تعلق تلاش کرنے کیلئے مفید ہے- عصری دنیا کو مدِ نظر رکھتے ہوئے روحانیت کا ایک اہم نکتہ فلاح و بہبود ہے- حضرت سلطان باھوؒ ”ھُو“ کے مراقبہ پر زور دیتے ہیں جس میں ایک سانس محبوب کا نام لینے اور

محبوب کی طرف اشارہ کرنے کے لیے استعمال ہوتی ہے- آج ہم مراقبہ کی موبائل ایپس اور سبسکرپشنز کے لیے بہت زیادہ رقم ادا کرتے ہیں- لیکن یہاں آپ کے پاس ”ھُو“ کے مراقبہ کا ایک خوبصورت تصور ہے جو کہ اللہ کا ذکر ہے جو ابدی سکون اور اطمینان بخشتا ہے-

حضرت سلطان باھوؒ کی صوفیانہ شاعری اور نثری تصنیف میں مذہب، خدا اور رسول (ﷺ) کے ساتھ ذاتی، انفرادی اور روحانی تعلق قائم کرنے کے لیے رہنمائی موجود ہے- ’عین الفقر، ص:47‘ پر سلطان باھوؒ بیان کرتے ہیں کہ درویش ہونے کا ایک ہی مطلب ہے اور وہ یہ ہے کہ فقر کو اختیار کیا جائے کیونکہ فقر اللہ تعالیٰ کا راز ہے اور اللہ تعالیٰ فقر کا راز ہے- حضرت سلطان باھوؒ نے ’کلید التوحید، ص:93‘ پر بھی بہت خوبصورتی سے روشنی ڈالی ہے کہ کس طرح مراقبہ، تلاوت اور ذکر الٰہی کے ذریعے محبت کی راہ پر چل کر قربِ الٰہی تک پہنچا جا سکتا ہے-

تمام صوفی مصنّفین اپنی کتب میں قرآن اور حدیث نقل کرتے ہیں- اسی طرح حضرت سلطان باھوؒ نے بھی قرآن کریم کی متعدد آیات کا حوالہ دیا ہے- وہ بعض آیات کو متواتر نقل کرتے ہیں- مثال کے طور پر، وہ آیت جس میں فرمایا گیا ہے کہ ”خدا انسان کی شہ رگ سے بھی زیادہ قریب ہے“- ایک اور

حدیث جس میں رسول اللہ (ﷺ) فرماتے ہیں کہ "مرنے سے پہلے مر جاؤ" یا وہ حدیث جس میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ "میں ایک پوشیدہ خزانہ تھا، میری چاہت بنی کہ میں پہچانا جاؤں، اس لیے دنیا کو اپنی پہچان کے لیے بنایا"-

حضرت سلطان باھوؒ تصوف کے ابتدائی اور مستند ادوار کی چند عظیم شخصیات کے حوالے دیتے ہیں- وہ مشہور صوفی خاتون رابعہ بصریؒ، حضرت شیخ عبد القادر الجیلانیؒ، حضرت جنید بغدادیؒ اور امام اعظم ابو حنیفہؒ جیسے عظیم صوفیاء کا حوالہ دیتے ہیں- حضرت سلطان باھوؒ بھی منظر کشی کا اطلاق کرتے ہیں، جب وہ مرشد کا موازنہ اس باغبان سے کرتے ہیں جو پودوں کی دیکھ بھال میں ماہر ہو- سلطان العارفین حضرت سلطان باھوؒ سالک کو سونا یا موتی قرار دیتے ہیں کیونکہ ایسی قیمتی اشیاء اس خاص مرحلے تک پہنچنے کے لیے ایک مشکل عمل سے گزرتی ہیں-

حضرت سلطان باھوؒ اپنی کتابوں اور خوبصورت اشعار میں فرماتے ہیں کہ حضور نبی کریم (ﷺ) تمام انبیاء کے سردار ہیں اور تمام مبلغین اور 18 ہزار مخلوقاتِ کائنات سے بڑھ کر محترم ہیں- اللہ تعالیٰ نے آقا کریم (ﷺ) کی شان میں حدیث قدسی میں ذکر فرمایا کہ اے محبوب اگر آپ (ﷺ) نہ ہوتے تو میں آسمان کو پیدا نہ کرتا- آقا کریم (ﷺ) مسلمانوں کو بہت محبوب ہیں اسی لیے اس بات کو سمجھنے اور احترام کی ضرورت ہے-

موجودہ دنیا نے متعدد بحرانوں کا سامنا کیا جیسے کورونا وائرس جیسی بیماریوں سے لے کر موت تک، ہم نے مذہب اور سیکولرازم کے درمیان تصادم دیکھا، ہم نے قتل، نسل کشی اور جنگیں دیکھی ہیں، ہم نے ابھی افغانستان کی ایسی تصاویر دیکھی ہیں جہاں لوگ کرب میں ہیں- ہندوستان میں مسلمانوں اور عیسائیوں کو شہریت کے حوالے سے مشکل وقت درپیش ہے جہاں ان کی جان، مال اور دولت کو خطرہ ہے- ایسے مشکل حالات میں لوگ اپنی رہنمائی کیلئے رول ماڈل کی طرف دیکھتے ہیں اور سالارِ عارفین جانشینِ سلطان الفقر حضرت سلطان محمد علی صاحب (مدظلہ الاقدس) ایسا ہی ایک کردار ہے-

الفاظ بہت اہم ہیں کیونکہ اگر الفاظ نہیں ہوں گے تو بات چیت ممکن نہیں ہوگی- زندگی کے سفر میں صوفیانہ تجربات کو بانٹنے کیلئے الفاظ بہت کم اور چھوٹے ہیں- تصوف ایک ایسا راستہ ہے جو انسان کو دل سے اللہ تعالیٰ کے قرب تک لے جاتا ہے اور ہمارے دلوں کو پاک کرتا ہے-

ان کتابوں "عین الفقر اور کلید التوحید" کا ترجمہ انتہائی اہمیت کا حامل ہے اور یہ ضروری تھا کہ حضرت سلطان باھوؒ کی تعلیمات کو دوسری زبانوں میں بھی لوگوں تک پہنچایا جائے- مترجم نے ان کتابوں کا منفرد اور خوبصورت انداز میں ترجمہ کیا ہے تاکہ قاری ان تعلیمات سے آسانی سے مستفید ہو سکے- حضرت سلطان باھوؒ جیسے صوفیاء کے خیالات اور کام کو زیادہ سے زیادہ اجاگر کیا جائے اور آنے والی نسلوں کو ان کے بارے میں پڑھنے کی ترغیب دی جائے- حضرت سلطان باھوؒ اور دیگر تمام صوفی بزرگوں کو نوجوان نسل کے لیے ہیرو اور رول ماڈل ہونا چاہیے، کیونکہ انہیں قلبی اور باطنی اطمینان حاصل کرنے کیلئے ان تعلیمات کو سیکھنا نہایت ضروری ہے- حضرت سلطان باھوؒ کی روحانی نشوونما کے لیے والدہ محترمہ کا اہم کردار بھی پڑھا جائے اور اس پر روشنی ڈالی جائے- تمام ماؤں کو اس سے سیکھنا چاہیے کہ اپنے بچوں کی پرورش کیسے کی جائے؟

☆☆☆

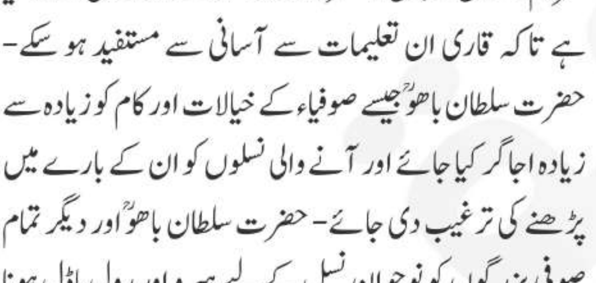

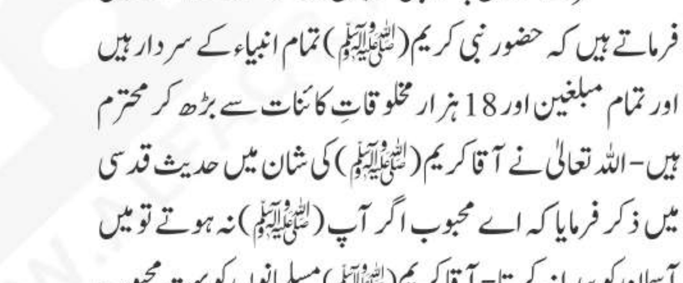

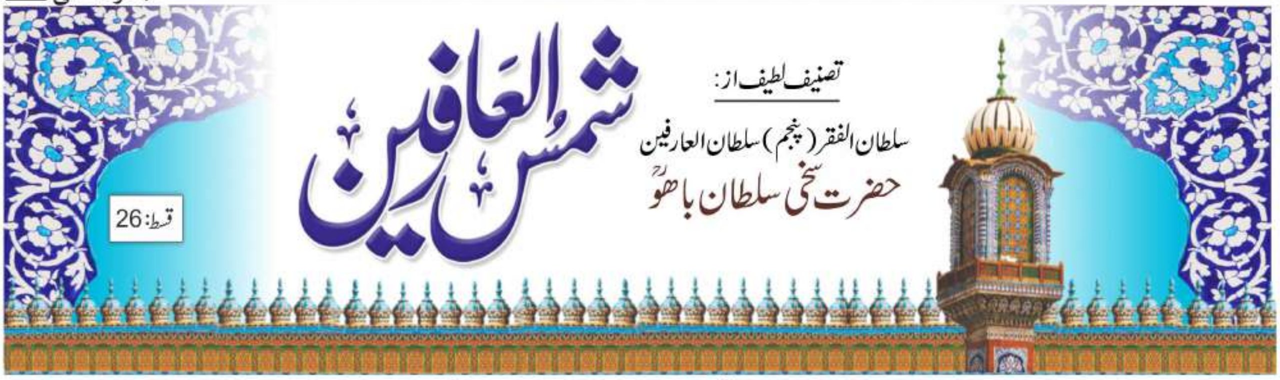

حق نامہ

مترجم: سید امیر خان نیازی

مقامِ فنافی الشیخ یہ ہے کہ جونہی طالب اللہ صورتِ شیخ کا تصور کرتا ہے، صورتِ شیخ اُسی وقت حاضر ہو جاتی ہے اور اُس کا ہاتھ پکڑ کر معرفتِ الٰہی یا مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی حضوری سے مشرف کر دیتی ہے۔ ایسے شیخ کو "یُحْیِیْ وَ یُمِیْتُ"[1] کہتے ہیں۔ اور مقامِ فنافی اسمِ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) یہ ہے کہ جب طالب اللہ اسمِ مُحَمَّدٌ (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو بیشک حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی روح مبارک بمعہ ارواحِ اصحابِ کبار (رضی اللہ عنہم) اپنے لطف و کرم کے ساتھ حاضر ہو جاتی ہے اور صاحبِ تصور سے فرماتی ہے: "میرا ہاتھ پکڑ لو"۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ پکڑتے ہی صاحبِ تصور کی چشمِ دل کھل جاتی ہے اور معرفتِ الٰہی کے نور سے روشن ہو جاتی ہے اور طالب اللہ لائقِ ارشاد ہو جاتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اپنی زبان مبارک سے اُسے حکم فرماتے ہیں کہ اب تُو خلقِ خدا کی امداد کیا کر۔ پس وہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حکم ہی سے طالبوں کو دست بیعت کرتا ہے اور اُنہیں تلقین و تعلیم سے سنوارتا ہے۔ فرمانِ حق تعالیٰ ہے: "اُن کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے"۔ مجھے تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں پر کہ جنہوں نے باطن میں نورِ معرفتِ الٰہی کی لذت نہیں چکھی اور "فَفِرُّوْٓا اِلَى اللّٰهِ"[2] کو "فَفِرُّوْا مِنَ اللّٰهِ"[3] سمجھ بیٹھے۔ مقامِ فنافی اللہ یہ ہے کہ جب کوئی اسمِ اَللّٰہُ کو اپنے تصور میں لاتا ہے تو تاثیرِ اسمِ اَللّٰہُ اُسے معرفتِ اِلَّا اللّٰہُ بخش دیتی ہے اور ماسویٰ اللہ کا ہر نقش اُس کے دل سے مٹا دیتی ہے۔ جو شخص اِس مقام پر پہنچ کر دریائے توحید سے معرفتِ الٰہی کا جام پی لیتا ہے وہ سر سے قدم تک لباسِ شریعت پہن لیتا ہے اور امر معروفِ شریعت کی اشاعت میں کوشاں رہتا ہے اور معرفتِ الٰہی کے جو جو اسرار اُس پر کھلتے جاتے ہیں اُن کا جاہلوں کے سامنے نہ تو اظہار کرتا ہے اور نہ ہی ڈھنڈورا پیٹ کر اُن سے خود فروشی کرتا ہے۔

فرد:- "جہاں تک ہو سکے خود کو نگاہِ خلق سے پوشیدہ رکھ کہ عارف خود فروشی کو ہرگز پسند نہیں کرتے"۔

بابِ پنجم: بیانِ مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم)

سالک کا مجلسِ محمدی (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) میں داخلہ اِس طرح ہے کہ جب طالب اللہ تصور سے اسم اللہ ذات کا نقش دل پر جماتا ہے اور اسمِ اللہ ذات اُس کے دل میں سکون و قرار پکڑ لیتا ہے اور باطن میں اسمِ اللہ ذات صحیح طور پر دکھائی دینے لگتا ہے تو اُس کے دل میں نورِ معرفتِ الٰہی کی تجلیات کا ظہور اِس طرح ہوتا ہے جس طرح کہ صبح صادق کے وقت نورِ آفتاب کا ظہور ہوتا ہے اور دل سے شبِ کاذبِ نفسانی و شیطانی کی ظلمت و سیاہی و تاریکی مٹ جاتی ہے۔ اب مرشد کو چاہیے کہ وہ طالب اللہ سے کہے کہ تفکر و تصور سے دل کے گرد اسمِ اَللّٰہُ کو دیکھے اور بتلائے کہ اُسے وہاں کیا نظر آتا ہے؟ اگر طالب اللہ کو دل کے ارد گرد اسمِ اللہ ذات نظر آتا ہے اور وہ اُس کے نظارے میں غرق ہو کر باطن میں حضور مذکور کے شعور سے بیگانہ ہو جاتا ہے تو سمجھ لیں کہ وہ معرفتِ الٰہی کے نور میں غرق ہو چکا ہے

---

[1] دل کو زندہ کرنے والا اور نفس کو مارنے والا
[2] دوڑو اللہ کی طرف
[3] بھاگو اللہ سے دور۔

اور اگر وہ باطن میں باشعور رہتا ہے اور بتلاتا ہے کہ اُسے دل کے ارد گرد ایک بے حد وسیع میدان نظر آتا ہے اور ساتھ ہی وہ دل اور اسم اللہ ذات کی طرف متوجہ ہو جاتا ہے اور جب وہ مراقبہ سے باہر آتا ہے تو بتلاتا ہے کہ اُس میدان میں روضے کی مثل ایک گنبد ہے جس کے دروازے پر کلمہ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" لکھا ہوا ہے- جب اُس کا دروازہ کھلتا ہے اور طالب اللہ روضے کے اندر داخل ہوتا ہے تو اُسے ایک خاص مجلس دکھائی دیتی ہے جس میں قرآن و حدیث کا درس ہوتا ہے- معلوم ہوا کہ وہ مجلسِ محمدی (ﷺ) ہے- مجلسِ محمدی (ﷺ) سات مقامات پر منعقد ہوتی ہے- اوّل مقامِ ازل، دوم مقامِ ابد، سوم مقامِ دنیا اور دنیا میں بھی دو مقامات پر یہ مجلس قائم ہوتی ہے، ایک حرمِ مدینہ میں روضہ مبارک پر اور دوسری حرمِ کعبۃ اللہ میں اور دو مقامات عرشِ اکبر سے اوپر ہیں جہاں یہ مجلس قائم ہوتی ہے اور ایک مجلس دریائے ژرف پر قائم ہوتی ہے- دریائے ژرف مطلق توحید کا دریا ہے جس میں معرفتِ الٰہی کا بے مثل و بے مثال نور موجزن رہتا ہے- اِس کے علاوہ ایک مجلس لامکان میں بھی قائم ہوتی ہے جسے بیان نہیں کیا جاسکتا کہ کوئی چیز اُس کی مثل نہیں- اِن تمام مجالس میں کلمہ طیب "لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کا ذکر جاری رہتا ہے-

صاحبِ تصور طالب جس مجلس میں بھی حاضر ہونا چاہتا ہے مراقبہ و ذکر اللہ اُسے وہاں پہنچا دیتا ہے، باطن میں وہ مجلسِ محمدی (ﷺ) میں حاضر ہوتا ہے لیکن ظاہر میں یوں لگتا ہے گویا کہ وہ ایک بے جان مردہ ہے- اِس طریق سے مجلسِ محمدی (ﷺ) میں حاضر ہونے کا مرتبہ بھی عام اور مبتدی طالب کا مرتبہ ہے لیکن جب مراقبہ میں ظاہر باطن ایک ہو جاتا ہے تو طالب اللہ منتہی و کامل عارف باللہ بن جاتا ہے-

جان لے کہ کاملین کے لئے ہر مقام کی مجلسِ محمدی (ﷺ) آفتاب کی مثل ہے اور صاحبِ حضور طالب ذرہ کی مثل ہے جو آفتاب سے کبھی جدا نہیں ہوتا بلکہ وہ نورِ آفتاب سے منور رہتا ہے- الغرض! ورد وظائف اور اعمالِ ظاہر سے طالب اللہ باطن میں کبھی بھی مجلسِ محمدی (ﷺ) کی حضوری تک نہیں پہنچ سکتا خواہ عمر بھر ریاضت کرتا رہے کہ راہِ باطن صرف صاحبِ باطن مرشدِ کامل ہی سے حاصل ہوتی ہے، وہ پل بھر میں مجلسِ محمدی (ﷺ) میں پہنچا دیتا ہے- جان لے کہ اُمت پیروکار کو کہتے ہیں اور پیروکار وہ ہے جو قدم بقدم حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نقشِ قدم پر چل کر خود کو اُن کی مجلس میں پہنچائے- مجھے تعجب ہوتا ہے اُن لوگوں پر جو راہِ حضوری نہیں جانتے لیکن نفس پرستی، خود نمائی اور کبر و ہوا کے باعث عارفانِ باللہ سے طلب بھی نہیں کرتے- بھلا جو شخص نگاہِ نبوی (ﷺ) میں منظور و حضور ہی نہیں وہ مومن، مسلمان، فقیر، درویش، عالم، فقیہہ، پیروکار اور اُمتی کیسے ہو سکتا ہے؟

جان لے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بارگاہ کی حضوری ہدایت کی جڑ ہے اور یہ ہدایت بدایت (ابتدا) میں ہے- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "انتہا ابتدا کی طرف لوٹ جانے کا نام ہے"- حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا فرمان ہے: "جس نے مجھے دیکھا بے شک اُس نے مجھے ہی دیکھا کہ شیطان میری مثل نہیں بن سکتا"-

جان لے کہ باطن میں ہر وقت حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلس میں حاضر رہنے والا طالب اگر کسی دینی یا دنیوی کام کے لئے التماس کرتا ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام اُس کی درخواست منظور فرما لیتے ہیں اور آپ اور آپ کے اصحاب اُس کے لئے دعائے خیر بھی فرما دیتے ہیں لیکن اِس کے باوجود وہ کام نہیں ہوتا تو اِس کی وجہ کیا ہے؟ اُس طالب کو معلوم ہونا چاہیے کہ وہ ابھی مرتبہ کمال کو نہیں پہنچا، ابھی وہ ترقی کر رہا ہے اور طلب کے مشکل مرحلے میں داخل ہے اِس لئے باطن میں اُسے اُس کی درخواست کا نعم البدل عطا کر دیا جاتا ہے جو اُس کے لئے باعثِ فرحت ہوتا ہے- ترقیٔ قرب کے اِس مرتبے پر اُسے مبارک باد ہو- اگر طالب جاہل ہے یا جیفۂ دنیا کا طالب ہے اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مجلسِ خاص میں طلبِ دنیا کا سوال کر دے تو اُس نالائق کو اُس مجلسِ خاص سے نکال دیا جاتا ہے یا اُس کا مرتبۂ اعلیٰ سلب کر لیا جاتا ہے-

ابیاتِ باھو

کلمیں دی کل تداں پیوسے جداں کلمیں دل نوں پھڑیا ھو
بے درداں نوں خبر نہ کوئی دردمنداں گل مڑھیا ھو
کفر اسلام دی کل تداں پیوسے جداں بھن جگر وچ وڑیا ھو
میں قربان تنہاں توں باھو جنہاں کلماں صحی کر پڑھیا ھو

Understood kalima when kalima taken over the heart Hoo
Unemotional are unaware, yet compassionates have placed around their neck from start Hoo
Kufr and Islam is understood when it broke into the heart Hoo
I sacrifice upon those Bahoo who perfectly read the kalima from start Hoo

Kalmay di kal tada'N piyosay jada'N kalmay dil no'N pha'Rya Hoo
Bay darda'N noo'N 'Khabar nah koi dardmanda'N gall mu'Rhya Hoo
Kufr e islam di kal tada'N piyosay jada'N bhun jigar wich wa'Rya Hoo
Main qurban tinha'N too'N Bahoo jinha'N kalma'N sahi kar pa'Rhya Hoo

تشریح:

1- تمام احکامِ اسلامیہ کا اجراء زبانی قول و اقرار سے ہوتا ہے، لیکن یاد رہے اللہ رب العزت کی بارگاہِ اقدس میں قرب کیلئے تصدیقِ قلبی اور باطن کی آبادکاری نہایت ضروری ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ’’یہ دیہاتی لوگ آپ (ﷺ) سے کہتے ہیں کہ ہم اِیمان والے ہیں- اِن سے فرمادیں کہ تم اِیمان والے نہیں ہو، البتہ یوں کہو کہ ہم ابھی زبانی کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوئے ہیں، ابھی تک اِیمان تمہارے دلوں میں نہیں اُترا‘‘ (الحجرات:14)- زبانی کلمہ ادا کرنے سے ایک مسلمان کو ثواب تو ملتا ہے لیکن حقیقی کامیابی تب ملتی ہے جب کلمہ طیّب کو دل سے ادا کیا جائے جیسا کہ سلطان العارفین حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا:

’’پس کلمہ طیب کے اِقرار کا اِنحصار تصدیقِ دل پر ہے اور تصدیقِ دل کا اِنحصار توفیقِ روح پر ہے- جس طالب کو تصدیق و توفیق نصیب ہو جاتی ہے وہ ولایتِ اوْلیاء میں حضرت رابعہ بصریؒ و حضرت بایزید بسطامیؒ کے مرتبے پر پہنچ جاتا ہے ورنہ محض زبانی کلمہ طیب پڑھنے والے یزید منافق تو بہت زیادہ ہیں- جو آدمی کلمہ طیب کی حقیقت جان کر اُس کی تصدیق کر لیتا ہے وہ صادقِ مطلق ہو جاتا ہے اور کلمہ طیب اُس کے وجود میں تاثیر کرتا ہے- پھر وہ کلمہ طیب پڑھنے میں تاخیر نہیں کرتا، کلمہ اُس کا مُونسِ جان بن جاتا ہے اور اُس کے اِیمان کو سلامت رکھتا ہے‘‘- (محک الفقر کلاں)

2- ’’فقیری ایک پُر درد کشالہ ہے نہ کہ اماں و خالہ کے گھر کا حلوہ و چرب نوالہ، بلکہ رات دن سوزِ عشق میں جلنا ہے‘‘ (عین الفقر)- ایک اور مقام پہ ارشاد فرمایا: ’’کتنا عمدہ مقام ہے وہ جہاں مغز ہڈی میں ہے اور کتنا پیارا درد ہے وہ جو بدخواہوں کی آنکھ سے اوجھل ہے‘‘ (اسرار القادری)- حضرت سُلطان باھو (رحمۃ اللہ علیہ) نے اپنے پنجابی اور نثری کلام میں کئی مقامات پہ اہل درد کی تعریف و توصیف بیان فرمائی ہے اور اس سے مراد وہ لوگ ہیں جن کے دلوں میں اللہ اور اس کے حبیب مکرم (ﷺ) کا عشق و محبت کا دیا جل رہا ہو اور جس کی بنا پہ وہ دنیاوی مفاد سے بالاتر ہو کر محض اللہ عزوجل کی رضا کیلئے عمل کرتے ہیں- یہاں آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اسی چیز کی طرف اشارہ فرماتے ہیں کہ کلمہ کی حقیقت اور اس کو اپنا اوڑھنا بچھونا کوئی اہل درد ہی بنا سکتا ہے، جیسا کہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) اپنے پنجابی کلام میں فرماتے ہیں:

دَرد منداں ایہہ رَمز پچھاتی باھوؒ بے دَرداں سر کھلّہ ھو

3- ’’ریاضتِ خاص جو ظاہر و باطن میں محض رضائے اِلٰہی کی خاطر کی جاتی ہے- یہ رازِ توحید کی ریاضت ہے جس کی چابی کلمہ طیّب ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ‘‘ ہے - جو شخص کلمہ طیب کی چابی سے دل کا قفل کھول کر معرفتِ الٰہی کا راز پا لیتا ہے وہ بے نیاز و لا یحتاج طالب ہے‘‘- مزید ارشاد فرمایا: ’’جب کلیدِ کلمہ طیبات ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ‘‘ سے دل کا قفل کھلتا ہے تو بے شک ذات و صفات کے تمام مقامات منکشف ہو جاتے ہیں- جو کوئی اِس میں شک کرے وہ منافق و زندیق ہے- یہ سلک سلوک صرف سروری قادری طریقے میں پایا جاتا ہے‘‘- (کلید التوحید کلاں)

4- ’’جو آدمی کلمہ طیّب کو کنہ کُن سے پڑھتا ہے وہ ہر علم سے واقف ہو کر اُسے جان لیتا ہے‘‘ (عقل بیدار)- ایک اور مقام پہ آپ (رحمۃ اللہ علیہ) نے ارشاد فرمایا: ’’کلمہ طیب کے ہر ایک حرف میں ہزارہا اذکار کا نور مستور ہے اور اِس کے ہر ایک حرف سے انوارِ وحدت کا مشاہدہ حاصل ہوتا ہے‘‘- (نور الھدیٰ)
مزید ارشاد فرمایا: ’’ابتداء سے انتہا تک فقر کی طے کلمہ طیب ’’لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللہِ‘‘ کی حاضرات سے ہوتی ہے‘‘- (نور الھدیٰ)

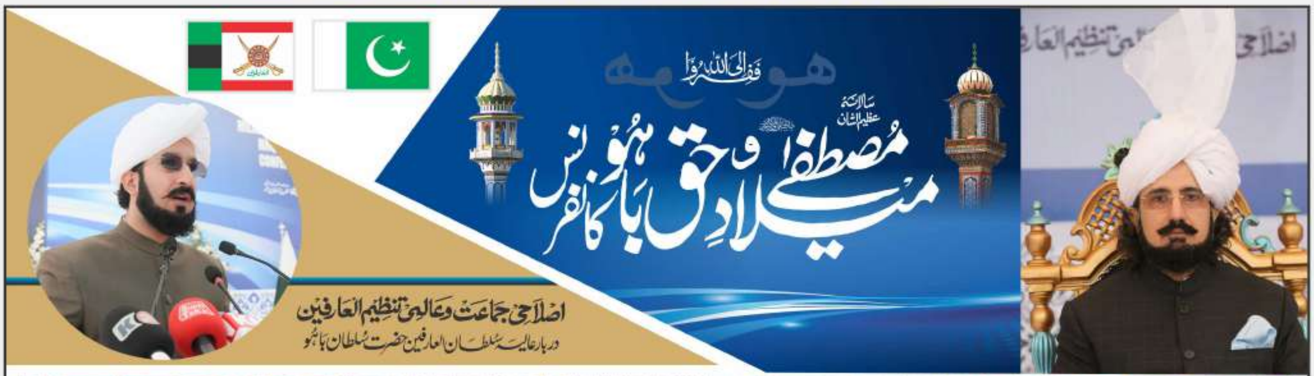

ففروا الی اللہ
سالانہ عظیم الشان
میلادِ مصطفیٰ ﷺ و حق باھُو کانفرنس
اصلاحی جماعت و عالمی تنظیم العارفین
دربارِ عالیہ سلطان العارفین حضرت سلطان باھُو

13 جنوری گوجرانوالہ

14 جنوری شیخوپورہ

15 جنوری لاہور

20 جنوری ملتان

24 جنوری خوشاب

26 جنوری بھکر